﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤتِيهِ مَنْ يَّشَآء☆﴾(آل عمران:٧٤) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً﴾ (بنی اِسرائیل:٨٠)

ہفت روزہ

# الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد٨ جمعۃالمبارک ٢٠/اپریل ٢٠٠١ء شمارہ ١٦
٢٦/محرم الحرام ١٤٢١ہجری ☆ ٢٠/شہادت ١٣٨٠ہجری شمسی

## حصول صحت کی دعا

حضرت ابوالدرداءؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کوئی شخص بیمار ہویا اس کا بھائی اپنی بیماری بیان کرے تو وہ یہ دعا کرے: ”اے ہمارے رب! اے اللہ!! جس کے نام کی پاکیزگی آسمان میں ہے اور زمین و آسمان میں تیرا حکم اسی طرح چلتا ہے جس طرح آسمان میں تیری رحمت ہے۔ پس تو زمین پر اپنی رحمت اتار۔ اور ہمارے گناہ اور خطائیں معاف کر۔ تو پاکوں کا رب ہے۔ پس اس تکلیف پر اپنی رحمت میں سے رحمت اور شفائے خاص سے شفا نازل کر“۔

(سنن ابی داؤد کتاب الطب باب کیف الرقی)

## ﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام﴾

### نفس مطمئنہ کا وہ مرتبہ ہے کہ جس میں نفس تمام کمزوریوں سے نجات پاکر روحانی قوتوں سے بھر جاتا ہے

### چاہئے کہ جب تک انسان اس مرتبہ کو حاصل نہ کرلے مجاہدات اور ریاضات میں لگا رہے

”یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن مجید میں نفس کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ نفسِ امارہ، نفسِ لوامہ، نفسِ مطمئنہ۔ نفسِ امارہ اس کو کہتے ہیں کہ سوائے بدی کے اور کچھ چاہتا ہی نہیں۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ﴾ (یوسف:٥٤) یعنی نفسِ امارہ میں یہ خاصیت ہے کہ وہ انسان کو بدی کی طرف جھکا تا ہے اور ناپسندیدہ اور بد راہوں پر چلانا چاہتا ہے۔ جتنے بدکار، چور، ڈاکو دنیا میں پائے جاتے ہیں وہ سب اسی نفس کے تحت کام کرتے ہیں۔ ایسا شخص جو نفسِ امارہ کے ماتحت ہو ہر ایک طرح کے بدکام کرلیتا ہے۔ ہم نے ایک شخص کو دیکھا تھا جس نے صرف بارہ آنہ کی خاطر ایک لڑکے کو جان سے مار دیا تھا......۔ غرض جو انسان نفسِ امارہ کے تابع ہوتا ہے وہ ہر ایک بدی کو شیر مادر کی طرح سمجھتا ہے اور جب تک کہ وہ اسی حالت میں رہتا ہے بدیاں اُس سے دور نہیں ہوسکتیں۔

پھر دوسری قسم نفس کی نفسِ لوامہ ہے جیسے کہ قرآن شریف میں خداتعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلَا اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ﴾ (القیمۃ:٣) یعنی میں اس نفس کی قسم کھاتا ہوں جو بدی کے کاموں اور نیز ہر ایک طرح کی بے اعتدالی پر اپنے تئیں ملامت کرتا ہے۔ ایسے شخص سے اگر کوئی بدی ظہور میں آجاتی ہے تو پھر وہ جلدی سے متنبّہ ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو اس بری حرکت پر ملامت کرتا ہے اور اسی لئے اس کا نام نفسِ لوامہ رکھا ہے یعنی بہت ملامت کرنے والا۔ جو شخص اس نفس کے تابع ہوتا ہے وہ نیکیوں کے بجالانے پر پورے طور پر قادر نہیں ہوتا اور طبعی جذبات اس پر کبھی کبھی غالب آجاتے ہیں لیکن وہ اس حالت سے نکلنا چاہتا ہے اور اپنی کمزوری پر نادم ہوتا رہتا ہے۔

اس کے بعد تیسری قسم نفس مطمئنہ ہے جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً. فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ﴾ (الفجر:٢٨تا٣١) یعنی اے وہ نفس جو خدا سے آرام پاگیا ہے اپنے رب کی طرف واپس چلا آ۔ تُو خدا سے راضی اور خدا تجھ سے راضی ہے۔ پس میرے بندوں میں مل جا اور میرے بہشت کے اندر داخل ہو جا۔ غرض یہ وہ حالت ہوتی ہے کہ جب انسان خدا سے پوری تسلّی پالیتا ہے اور اس کو کسی قسم کا اضطراب باقی نہیں رہتا اور خداتعالیٰ سے ایسا پیوند کرلیتا ہے کہ بغیر اس کے جی ہی نہیں سکتا۔ نفس لوامہ والا تو ابھی بہت خطرے کی حالت میں ہوتا ہے کیونکہ اندیشہ ہوتا ہے کہ لوٹ کر وہ کہیں پھر نفسِ امارہ نہ بن جاوے۔ لیکن نفس مطمئنہ کا وہ مرتبہ ہے کہ جس میں نفس تمام کمزوریوں سے نجات پاکر روحانی قوتوں سے بھر جاتا ہے۔ غرض یاد رکھنا چاہئے کہ جب تک انسان اس مقام تک نہیں پہنچتا اس وقت تک وہ خطرہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ اس لئے چاہئے کہ جب تک انسان اس مرتبہ کو حاصل نہ کرلے مجاہدات اور ریاضات میں لگا رہے۔

سوچنا چاہئے کہ انسان کے بدن پر جذام کا داغ نکل آتا ہے تو پھر کیسے کیسے خیالات اس کے دل میں اٹھتے ہیں اور کیسے دور دراز کے نتیجوں پر وہ پہنچتا ہے اور اپنی آنے والی حالت کا خیال کرکے وہ کیسا غمگین ہوتا ہے۔ کبھی خیال کرتا ہے کہ شاید اب لوگ مجھ سے نفرت کرنے لگ جائیں گے اور میرے ساتھ بدسلوکی سے پیش آئیں گے اور کبھی یہ سوچتا ہے کہ خدا جانے اب میں کیسی ابتر حالت میں ہو جاؤں گا اور کن کن دکھوں میں مبتلا ہوں گا۔ لیکن افسوس کہ اس بات کا خیال تک بھی نہیں کیا جاتا کہ آخر مرنا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے، اس وقت کیا حالت ہوگی۔ یہ جذام تو ایسا ہے کہ مرنے کے بعد ہی اس سے خلاصی ہو جاتی ہے مگر وہ کوڑھ جو روح کو لگ جاتا ہے وہ تو ابد تک رہتا ہے۔ کیا کبھی اس کا بھی فکر کیا ہے؟۔ (ملفوظات جلد ١٠ صفحہ ٧٦تا٧٨)

## اپنی صفات کو اللہ تعالیٰ کی صفات کے مطابق بنانے کی کوشش میں سب سے آگے بڑھنے والا وجود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا وجود تھا

### کتنا بدنصیب ہے وہ شخص جو دنیا کے عارضی فائدہ کے لئے رحمان سے اپنا تعلق کاٹ لیتا ہے

### اللہ تعالیٰ کی صفاتِ حسنہ کے موضوع پر نہایت لطیف اور پرمعارف خطبات کے ایک سلسلہ کا آغاز۔ امید ہے کہ ان صفات عالیہ پر سچے غور کے نتیجہ میں جماعت کو انہیں اپنانے کی بھی توفیق عطا ہوگی

(خلاصہ خطبہ جمعہ ٦/اپریل ٢٠٠١ء)

لندن (٦/اپریل): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الاعراف کی آیت ١٨١ کی تلاوت کی اور اس کے ترجمہ کے بعد فرمایا کہ میں کچھ عرصہ سے یہ سوچ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ حسنہ کا ذکر کرکے باری باری ان کے مطالب کو آپ پر واضح کرنے کی کوشش کروں۔ آغاز میں وہ صفات حسنہ بیان ہوں گی جو سورۃ فاتحہ میں آئی ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں اَلرَّحْمٰن اور الرَّحِیْم ہیں۔ پھر رَبِّ الْعٰلَمِیْن کے بعد اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کی تکرار ہے۔ اور پھر مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہے۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بنیادی صفات دو ہی ہیں۔ ایک اَلرَّحْمٰن جس سے رَحِیْمِیَّت پھوٹتی ہے۔ دوسرے ربوبیت جس سے پھر ہر قسم کی صفات پھوٹتی ہیں۔ بعض پہلوؤں سے دیکھیں تو رَحمٰن سب پہلے ہے لیکن رحمانیت کے ساتھ ہی جب عالم وجود میں آنا شروع ہوا تو ربوبیت نے اسی لمحہ اس پر عمل کرنا شروع کردیا۔ پھر جوں جوں کائنات پھیلی ہے، اور بڑی

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

# ہومیو پیتھی طریق علاج کے ذریعہ

## خدمت خلق اور حیرت انگیز شفا کے

# دلچسپ اور ایمان افروز واقعات

### نمبر۷

آپ کے تجربہ میں بھی ایسے غیر معمولی شفا کے ایمان افروز واقعات ہوں تو اپنے ملک کے امیر صاحب یا مبلغ سلسلہ کی تصدیق اور توسّط سے ہمیں بھجوائیں تا کہ وہ بھی الفضل کے ذریعہ ریکارڈ میں محفوظ ہو جائیں ۔(مدیر)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں ان کو سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں۔ دعا ایسی چیز ہے کہ خشک لکڑی کو بھی سرسبز کر سکتی ہے۔ اور مردہ کو زندہ کر سکتی ہے“۔

اسی طرح فرمایا: ”ساری عقدہ کشائیاں دعا کے ساتھ ہو جاتی ہیں“۔

دنیا بھر کے احمدی خدا تعالیٰ کے فضل سے آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے فیضیاب ہو رہے ہیں اور اب آپ کے مقدس خلیفہ سے براہ راست بھی رابطہ کر کے دعاؤں کی قبولیت کے تازہ بتازہ نشانات سے ان کے ایمان میں ترقی ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی دعا کے نتیجہ میں بیماریوں سے شفا کے واقعات دنیا بھر میں کثرت سے پھیلے پڑے ہیں۔

مکرم ڈاکٹر حفیظ احمد بھٹی صاحب انچارج شعبہ ہومیو پیتھک برطانیہ جو حضور ایدہ اللہ کی ہدایات کی روشنی میں مریضوں کے خطوط کے جوابات تیار کرتے ہیں اور علاج تجویز کرتے ہیں اس حقیقت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بسا اوقات امام وقت کی دعا سے ہی اللہ تعالیٰ مریضوں کو شفا عطا فرماتا ہے۔ تاہم حضور ایدہ اللہ کی دعا اور توجہ کی برکت سے جماعت میں جو خصوصیت سے ہومیو پیتھی طریق علاج مقبول ہو رہا ہے اس میں بھی حیرت انگیز طور پر شفا کے واقعات مشاہدہ میں آ رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

”خاکسار دو ایسے Cases کی تفصیل پیش کرتا ہے جن میں سے ایک کیس میں بظاہر ہومیو پیتھک دوائی نے کام نہیں کیا لیکن مریضہ کے لئے عمومی آسانی پیدا کر دی جبکہ دوسرے کیس میں اسی دوائی نے مریضہ پر فوری اثر دکھایا۔ ان دونوں Cases کا تعلق جرمنی سے ہے اور رازداری کی خاطر نام اور پتہ نہیں لکھ رہا۔

جرمنی سے ایک خاتون کا فون موصول ہوا جن کے ہاں چند دنوں تک بچے کی پیدائش متوقع تھی۔ یہ ان کا تیسرا بچہ تھا۔ جو کہ الٹا (Breach) تھا اور ڈاکٹروں نے اس صورت حال میں آپریشن کے ذریعہ ڈیلیوری کا کہہ دیا تھا۔ اس خاتون کا پہلے بھی ایک بچہ آپریشن کے ذریعہ ہوا تھا۔ اور وہ اس تکلیف کی وجہ سے بہت پریشان تھیں۔ اور فون پر رو رہی تھیں۔ خاکسار نے ان کو Pulsatilla 200 کی ایک خوراک کھانے کا کہا۔ دوسرے دن فون آیا کہ صورت حال ویسی ہی ہے۔ چنانچہ پلسٹیلا کی ایک اور خوراک دی لیکن کوئی تبدیلی رونما نہ ہوئی۔ دو دن کے انتظار کے بعد Coulophylum200 کی ایک خوراک دی۔ اگلے دن ان کی طرف سے اطلاع ملی کہ بچے کی پوزیشن تاحال ویسی ہی ہے لیکن کولوفائیلم کے بعد Labour Pain شروع ہو گئی ہے۔ چنانچہ کولوفائیلم کی ایک اور خوراک کھانے کو کہا اور یہ ہدایت بھی کر دی کہ جب دردیں شدت اختیار کر جائیں تو ہسپتال چلی جائیں اور جب دردوں کا دورانیہ پانچ پانچ منٹ کا ہو جائے تو ایک گلاس پانی میں کالی فاس اور میگ فاس 6X کی چند گولیاں گھول لیں اور پندرہ منٹ کے وقفہ سے ایک ایک گھونٹ پیتی رہیں۔

اسی شام اس خاتون کے میاں نے ہسپتال سے فون کیا کہ جب وہ اپنی اہلیہ کو لے کر ہسپتال پہنچے تو ڈاکٹروں کے معائنہ کے بعد نرسیں ان کو فوراً لیبر روم لے گئیں۔ ابھی لفٹ میں ہی تھیں کہ بچی کی پیدائش کا ۳۰ فیصد مرحلہ طے پا گیا اور چند لمحوں بعد ڈاکٹروں کی مدد سے ان کے ہاں بغیر آپریشن کے بچی پاؤں کے بل پیدا ہو گئی۔ ڈاکٹر بھی اس معجزانہ پیدائش پر حیران رہ گئے۔

دوسرا کیس بھی جرمنی کا ہے۔ ایک خاتون کے ہاں چند ہفتوں تک بچے کی پیدائش متوقع تھی جو کہ الٹا (Breach) تھا۔ خاتون کی والدہ کے ہاں بھی ایک بچہ کی پیدائش اسی طرح ہوئی تھی اور حضور انور کی دوائی سے پوزیشن صحیح ہو گئی تھی۔ انہیں اس دوائی کا نام یاد نہیں تھا۔ انہیں بھی پلسٹیلا ۲۰۰ استعمال کروائی گئی۔ دو روز کے بعد چیک اپ کے لئے گئیں تو ڈاکٹر نے خوشخبری سنائی کہ بچہ نارمل پوزیشن میں ہے۔ الحمد للہ

ان دو کیسز کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ ایک ہی دوائی نے ایک کیس میں سو فیصد کام کیا اور دوسرے میں بظاہر ناکام ہوئی لیکن دوسری طرف اپنا اثر دکھایا جس کو ناکامی نہیں کہا جا سکتا۔

## اڑ رہی ہے ہر طرف دنیا میں انسانوں کی راکھ

کہہ رہی ہے یہ شمع سے سوختہ جانوں کی راکھ
اڑتی ہے کوئے وفا میں تیرے پروانوں کی راکھ
ابن آدم کی ترقی ہو رہی ہے اس طرح
اڑ رہی ہے ہر طرف دنیا میں انسانوں کی راکھ
یہ خدائے مہرباں کے نام پہ بے رحمیاں
ہر طرف بکھری ہوئی ہے قیمتی جانوں کی راکھ
باغبانوں پہ ہے حیرت گلستاں ویراں کئے
کتنے گل مسلے ،اڑائی کتنے کاشانوں کی راکھ
صورتیں کیا لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
گلستاں پیدا کیا کرتی ہے دیوانوں کی راکھ
شعلہ بن جائیں گی یہ بجھتی ہوئی چنگاریاں
تم کریدو تو سہی وارفتہ ارمانوں کی راکھ
خامہ ہائے ظلم سے تحریر جو ہوتے رہے
ہم نے تو اڑتے ہی دیکھی ایسے فرمانوں کی راکھ
واعظا تو نے جو میخانہ جلا ڈالا تو کیا
ہے مئے دو آتشہ سے بڑھ کے پیمانوں کی راکھ

(صاحبزادی امت القدوس)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

تیزی سے پھیلی ہے، اس کی ربوبیت ہونی شروع ہو گئی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ربوبیت کا مضمون بہت وسیع ہے مگر اس کے بعض پہلوؤں کو ہی صرف ماں کے حوالہ سے بیان کرنا شروع کیا جائے تو اس پر بہت وقت صرف ہوگا۔

حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک لمبی حدیث پڑھ کر سنائی جس میں آپؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ننانوے نام گنوائے ہیں اور جس نے ان کا احاطہ کر لیا وہ جنت میں چلا گیا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اَحۡصٰھَا کے جو الفاظ اس حدیث میں ہیں ان کا ایک مطلب ہے انہیں شمار کریں۔ مگر ان ناموں کا شمار تو ہر کس و ناکس کر سکتا ہے۔ دراصل اس کا مطلب ہے کہ ان صفات کا گھیرا کر لیا اور وہ صفات اپنی ذات میں جاری کرنے کی کوشش کی۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات تنزیہی ہیں جو بندے میں ہو ہی نہیں سکتیں۔ وہ صرف جو خدا تعالیٰ کی تشبیہی صفات ہیں ان پر غور و فکر کے نتیجہ میں اپنی صفات کو ذات باری تعالیٰ کی صفات کے مطابق بنانے کی کوشش کرے۔ اس کوشش میں سب سے آگے بڑھنے والا وجود حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا وجود تھا۔ اللہ تعالیٰ کی کچھ صفات ایسی ہیں جن کا انسان احاطہ نہیں کر سکتا مثلاً وہ اوّل ہے اور آخر ہے وغیرہ۔ ہم اللہ تعالیٰ کی صفات کو جزوی طور پر اپنے اندر جاری کر سکتے ہیں مثلاً خدا رحم کرنے والا ہے تو ہم کسی حد تک بندوں پر رحم کر سکتے ہیں مگر جتنا حق ہے اتنا نہیں کر سکتے۔

حضور ایدہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی صفات حسنہ کا احادیث کے حوالہ سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں رحمٰن ہوں اور میں نے رحم مادر کو بھی اپنے لفظ رحمٰن سے مشتق کیا ہے۔ جو صلہ رحمی کرے گا اس کو میں اپنے ساتھ ملا لوں گا۔ اور جس نے صلہ رحمی نہ کی اس نے میری رحمانیت سے اپنا تعلق کاٹ لیا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ کثرت سے مجھے صلہ رحمی کے کاٹنے کی شکایتیں ملتی ہیں جس کا داؤ لگے وہ سب کچھ چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر صلہ رحمی نہیں کرو گے تو پھر رحمٰن سے تمہارا تعلق کٹ چکا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ کتنا بدنصیب ہے وہ شخص جو دنیا کے عارضی فائدہ کے لئے رحمٰن سے اپنا تعلق کاٹ لیتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو رحم کرتا ہے اس پر رحم کیا جاتا ہے اور جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ مومنوں کی مثال ایک دوسرے سے محبت کرنے، ایک دوسرے پر رحم کرنے اور ایک دوسرے سے مہربانی کرنے میں ایک جسم کی سی ہے جس کا ایک حصہ اگر بیمار ہو تو سارا جسم بے چین و بیقرار ہو جاتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے رحم سے متعلق آنحضرتؐ کی مختلف احادیث پڑھ کر سنائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے مختلف پہلوؤں کا نہایت دلنشیں اور پُر معارف ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی تخلیق حیرت انگیز ہے۔ اس کی صفات پر جتنا بھی غور کریں ایک کے بعد دوسری صفت پھوٹتی چلی جاتی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ سلسلۂ مضامین جو ان خطبوں کے لئے میں نے چنا ہے بہت ہی لطیف ہے اور خدا کی صفات کا لامتناہی ذکر ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے نہ صرف ان صفات عالیہ پر سچا غور کرنے کی توفیق بخشے گا بلکہ ان کے نتیجہ میں انہیں اپنانے کی بھی توفیق عطا فرمائے گا۔

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع

# کسرِ صلیب اور اہلِ دانش

(انور محمود خان - لاس انجلیز (کیلیفورنیا) امریکہ)

آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمہ ٔ توحید پر از جاں نثار

---

آج سے ۹۳ سال قبل ہندوستان کے ایک نامور جریدہ "وکیل" نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سانحۂ ارتحال پر ان الفاظ میں تبصرہ کیا:

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی، جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اُٹھ گیا۔ (اگر ایڈیٹر صاحب زندہ رہتے اور سال گزشتہ کے عالمی بیعت کے نظارہ کا مشاہدہ کرتے تو یہ الفاظ 'خالی ہاتھ دنیا سے اُٹھ گیا'، نہ لکھ پاتے۔ ناقل)۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے۔ ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازشِ فرزندان تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں ........... آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو"۔

(ماخوذ از "سلسلہ احمدیہ" تالیف حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ ۱۹۰)

تقریباً ایک صدی قبل اس جریدے کے ایڈیٹر کی اس تحریر کو حالات حاضرہ کی روشنی میں مشاہدہ کریں تو یہ نقشہ نظر آتا ہے کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام ایک تناور درخت بن چکا ہے جس کی گھنی شاخوں کے پرسکون سائے میں بندگان خدا گھڑی پر چلنے والے ہر منٹ میں اَسّی (۸۰) افراد کی تعداد میں حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ اس سرعت کے ساتھ غلبۂ اسلام جاری و ساری ہے جس کا صرف عددی جائزہ ہی نظروں کو خیرہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ در آنحالیکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو جو نظریاتی فتح حاصل ہو رہی ہے وہ بظاہر در پردہ ہے لیکن بصیرت کی آنکھ اس کے مشاہدہ کے نتیجہ میں یوں گویا ہے۔

نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

خود حضور علیہ السلام نے اس عظیم الشان انقلاب کی پیشگوئی نہایت واضح الفاظ میں شائع فرمائی تھی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"مَیں دیکھتا ہوں کہ جب سے خدا نے مجھے دنیا میں مامور کر کے بھیجا ہے اسی وقت سے دنیا میں ایک انقلاب عظیم ہو رہا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں جو لوگ حضرت عیسیٰؑ کی خدائی کے دلدادہ تھے اب ان کے محقق خود بخود اس عقیدہ سے علیحدہ ہوتے جاتے ہیں .......... مَیں امید کرتا ہوں کہ کچھ تھوڑے زمانے کے بعد عنایت الٰہی ان میں سے بہتوں کو اپنے ایک خاص ہاتھ سے دھکہ دے کر سچی اور کامل توحید کے اس دارالامان میں داخل کر دے گی جس کے ساتھ کامل محبت اور کامل خوف اور کامل معرفت عطا کی جاتی ہے۔ یہ امید میری محض خیالی نہیں ہے بلکہ خدا کی پاک وحی سے یہ بشارت مجھے ملی ہے"۔

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۸۱)

حضرت مسیح موعودؑ نے جو عظیم الشان انکشاف دنیا کے سامنے پیش فرمایا وہ یہ تھا کہ نہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صلیبی وفات سے نجات دی بلکہ آپ واقعہ صلیب کے بعد اپنے مشن کی تکمیل کے لئے شمال مشرق کی جانب عازم سفر ہوئے۔ کشمیر میں آپ نے ان دس یہودی قبائل کو پیغام حق پہنچایا اور ایک لمبا عرصہ سکونت کے بعد ۱۲۰ برس کی عمر میں یہیں وفات پائی اور سری نگر کے محلہ خانیار میں مدفون ہیں۔ قبر مسیح کا یہ انکشاف آپؑ نے اپنی تصانیف "راز حقیقت" اور "مسیح ہندوستان میں" فرمایا۔

کتاب "مسیح ہندوستان میں" دنیا کے مذاہب کی گزشتہ ایک ہزار سال کی تاریخ میں ایک منفرد مقام کی حامل ہے جس میں آپ نے اپنے اس نظریہ کے ثبوت میں تاریخی شواہد، کتب سابقہ کی روایات، قرآن حکیم کی آیات اور علم طب کے حقائق نہایت محکم رنگ میں پیش فرمائے۔ اس کتاب کے پہلے باب میں حضور اقدسؑ نے انجیل سے وہ دس شہادتیں بیان کیں جن سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب کی لعنتی موت سے نجات دی۔

گزشتہ صدی کے گہرے جائزہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضورؑ کے پیش فرمودہ حقائق کو عیسائی دنیا کے محققین اور اہل مغرب کے نامور علماء نے واشگاف الفاظ میں تسلیم کر لیا ہے۔ چنانچہ اس مضمون میں حضورؑ کی بیان فرمودہ دس شہادتوں میں سے سات پیش کی جا رہی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ان تمام محققین کی آراء ان کی کتب کے حوالے سے درج کی گئی ہیں جنہوں نے حضرت اقدس کے علم کلام کی تائید کی ہے۔

امر واقعہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعہ صلیب پر دو ہزار سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے لیکن نصف دنیا ابھی تک اس موہوم خیال پر قائم ہے کہ وہ زندہ آسمان پر ہیں اور کسی وقت مستقبل میں تشریف لائیں گے۔ ان ۲۰۰۰ سال کی تاریخ دلچسپ ہے اور اس مکمل عرصہ میں صرف تین مقامات ہیں جو تاریخ ساز کہلانے کے مستحق ہیں۔ پہلا مقام تو وہ ہے جب ۳۲۳ء میں 'نے سیا' کے مقام پر یہ عقیدۂ تثلیث حتمی طور پر قبول کیا گیا۔ دوسرا مقام وہ ہے جب قرآن کریم نے اس کا بطلان اور اصل حقیقت دنیا کے سامنے پیش فرمائی اور تیسرا مقام حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے ایام ہیں۔ حضور علیہ السلام ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے اور چونکہ آپ کی بعثت کا ایک مقصد کسر صلیب تھا اسی زمانہ سے قرآن کریم کے بیان فرمودہ حقائق کے بارے میں دنیاوی تحقیقات کے دروازے کھول دئے گئے اور کاسر صلیب کے عظیم الشان مقصد کی تائید میں فرشتوں کی افواج نے اپنا کام شروع کر دیا۔

چنانچہ انیسویں صدی کے آغاز سے ہی جرمن محققین نے اپنے طور پر تحقیق شروع کر دی اور مسیح کی صلیبی وفات پر نکتہ چینیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

۱۷۹۰ء میں کارل بارڈت (Karl Friedrich Bahrdt 1741-1792) نے یہ تھیوری پیش کی کہ مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ غالباً زندہ اتار لئے گئے ہوں گے۔ وہ لکھتا ہے:

"....This is my opinion about the last part of history of Jesus. Jesus has been put to death: he had suffered all tortures of an evil-doer,all pains of death , but he also survived them- he came from death to life- and he came out of the grave...... the third day after his excution- as somebody wholly restored and has shown himself to his disciples as somebody being revived."

*(Karl F.Bahrdt, Ausfurhungen des Plans und Zweks(sic) Jesu, Berlin:1784-1793)*

۱۸۰۶ء میں ایک اور سکالر کارل وینٹرونی (Karl Heinrich George Venturini 1768-1849) نے اس شبہ کا اظہار کیا کہ عین ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ اپنے Esseene بھائیوں کی مدد سے صلیب سے اتار لئے گئے ہوں۔

*(Venturini, Karl Heinrich George, the Natural History of the Great Prophet of Nazareth, Bethlehem 1806.)*

۱۸۲۸ء میں Heinrich Eberhadt G.Paulus (1761-1851) نے اس بات کا ذکر کیا کہ چونکہ صلیبی واقعہ کے وقت زلزلہ آگیا تھا اور عمیق دھند چھا گئی تھی یہ ممکن ہے کہ مسیح صلیب پر سے زندہ اتار لئے گئے ہوں۔ یا ممکن ہے کہ بے ہوشی کی حالت میں ہوں۔

*(Paulus,Heinrich E.G.Das Leben Jesu als Grundlage einer reinen Geschite des Urchrietentims,(The Life of Jesus as a Basis of pure History of Early Christianity) Heidelberg Germany 1828)*

۱۸۴۰ء سے ۱۸۴۳ء تک بعض اور محققین نے انہی خدشات کا اظہار کیا مگر دلچسپ امر یہ ہے کہ ان سب نے صرف فرضی قیاس آرائیاں کیں اور کوئی محکم اور حتمی دلیل پیش نہ کر سکے۔ یا بالفاظ دیگر یہ کہنا بجا ہو گا کہ قدرت نے اس حتمی اور محکم انکشاف کا سہرا صرف اور صرف کاسر صلیب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے مقدر میں رکھا تھا۔ چنانچہ آپؑ نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر یہ انکشاف دنیا کے سامنے پیش کیا اور یوں کسر صلیب کے کام کی داغ بیل رکھ دی گئی۔

۱۸۹۹ء میں تحریر فرمودہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف "مسیح ہندوستان میں" تاریخ مذاہب میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے اور اس میں نصف دنیا کے باطل عقائد کا دندان شکن جواب ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی تصانیف 'راز حقیقت' اور 'ازالہ اوہام' میں بھی مسیح کی صلیب سے نجات کے موضوع پر بہت ٹھوس مواد موجود ہے۔

گزشتہ ایک سو سال کی تاریخ یہ بتلا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عظیم پروگرام کے مطابق لحظہ بہ لحظہ، سال بہ سال، ملک بہ ملک ماہرین تاریخ، ماہرین دینیات، ماہرین طب، ماہرین سائنس کو اپنے اپنے فنون لطیفہ کی روشنی میں حضور علیہ السلام کی تائید میں کھڑا کر رہا ہے اور یہ سارا نقشہ صرف اس لئے ترتیب دیا جا رہا ہے کہ توحید خالص دنیا میں قائم ہو۔

چنانچہ اس ایک سو سال میں ایک سو سے زائد ماہرین علوم اپنے اپنے علوم کی بنیاد پر حضور علیہ السلام کے علم کلام کی تائید میں مستعد کھڑے ہیں۔ اگر ان تمام محققین کی جملہ آراء کو جمع کیا جائے تو اس کے لئے کئی ضخیم کتب درکار ہوں گی۔ لہذا اس مضمون میں اختصار کے ساتھ ۶۰ کے قریب حوالہ جات جمع کئے گئے ہیں جو حضور اقدسؑ کے مؤقف کی تائید کرتے ہیں۔ یقیناً کسی طور پر بھی یہ کام مکمل متصور نہیں ہو سکتا لیکن گزشتہ صدی کا ماضی ہر کروٹ میں اور اس موضوع پر ہر تحقیق کا نتیجہ زبان حال سے یہ گواہی دے رہا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام خدا تعالیٰ کے سچے فرستادہ اور کسر صلیب کا حق ادا کرنے والے تھے۔

اس سلسلہ میں ڈاکٹر جیمز ڈیئرڈارف (Dr. James Deardorff) کا یہ بیان ملاحظہ ہو۔ وہ اپنی کتاب "Jesus in India" میں لکھتے ہیں:

"The Ahmadiyya's most valuable research in my opinion has been in pointing out numerous clues indicating that Jesus, his mother Marry and one or two others traveled through Syria and on east to Kashmir and India. and that Jesus' final grave is in Kashmir".

*(Deardorff, James W., Jesus in India, A re-examination of Jesus, Asian Tradition of Evidence supporting Reincarnation, Bethesda M.D; International Scholars Publications 1994.page 143-144)*

"میرے خیال میں احمدیوں کی تحقیق کا سب سے قیمتی حصہ یہ ہے کہ انہوں نے بے شمار شواہد کی روشنی میں حضرت عیسیٰ، حضرت مریم اور چند دیگر افراد کے شام کے راستے مشرقی سمت میں کشمیر تک سفر کی نشاندہی کی اور یہ واضح کیا کہ قبر مسیح کشمیر میں ہے"۔

ناروے کے ایک محقق پر یبسکو نے حضرت مسیح موعودؑ کے مؤقف پر تنقید کرنے کی کوشش کی اور یہ اعتراض کیا کہ حضور علیہ السلام کے جمع شدہ حوالہ جات کا منبع مشرقی لٹریچر ہے جو قابل قبول نہیں۔ڈاکٹر جیمز ڈیئرڈارف نے اس محقق کو نہایت دندان شکن جواب دیا اور اس کی اپنی تحقیق پر نکتہ چینی کرتے ہوئے لکھاکہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کشمیر اور گردونواح کے شواہد مغرب میں تلاش کریں گے یا اس مقام کے گردونواح میں جہاں یہ مقامات واقع ہیں۔ یہ سراسر پر یبسکو کا علاقائی تعصب ہے اور اس امر پر روشنی ڈالتا ہے کہ ان کی اپنی تحقیق کس معیار کی ہے۔ تحقیق اور تعصب جمع نہیں ہو سکتے۔ مرزا صاحب کی معلومات اس وقت کے موجودہ لٹریچر کی بنیاد پر ہیں۔ نیز ان کو وحی کی روشنی بھی حاصل ہے۔(ایضا صفحہ ۱۹۵)

---

اب ہم اصل مضمون کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ سات انجیلی شہادتیں آپؑ کی تصنیف "مسیح ہندوستان میں" سے پیش کرتے ہیں۔ ہر بیان کردہ شہادت کے ذیل میں محققین کی آراء لکھی جائیں گے جو اس مؤقف کی تائید کرتی ہیں۔

## پہلی انجیلی شہادت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تصنیف "مسیح ہندوستان میں" فرماتے ہیں:

"اور منجملہ ان شہادتوں کے جو انجیل سے ہم کو ملی ہیں انجیل کی وہ عبارت ہے جو ذیل میں لکھتا ہوں "پھر یہودیوں نے اس لحاظ سے کہ لاشیں سبت کے دن صلیب پر نہ رہ جائیں کیونکہ وہ دن طیاری کا تھا بلکہ بڑا ہی سبت تھا۔ پلاطوس سے عرض کی کہ ان کی ٹانگیں توڑی اور لاشیں اتاری جائیں۔ تب سپاہیوں نے آکر پہلے اور دوسرے کی ٹانگیں جو اس کے ساتھ صلیب پر کھینچے گئے تھے توڑیں لیکن جب انہوں نے یسوع کی طرف آکے دیکھا کہ وہ مر چکا ہے تو اس کی ٹانگیں نہ توڑیں۔ پر سپاہیوں میں سے ایک نے بھالے سے اس کی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے لہو اور پانی نکلا"۔ دیکھو یوحنا باب ۱۹ آیت ۳۱ سے ۳۴ تک۔ان آیات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کسی مصلوب کی زندگی کا خاتمہ کرنے کے لئے یہ دستور تھا کہ جو صلیب پر کھینچا گیا ہو اس کو کئی دن صلیب پر رکھتے تھے اور پھر اس کی ہڈیاں توڑتے تھے۔ لیکن مسیح کی ہڈیاں دانستہ نہیں توڑی گئیں اور وہ ضرور صلیب پر سے ان دو چوروں کی طرح زندہ اتارا گیا"۔

(مسیح ہندوستا ن میں ، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۷)

اس عبارت سے واضح ہے کہ حضرت عیسٰی کے صلیب پر رہنے کا وقت اس قدر قلیل تھا کہ یہ ناممکن تھا کہ اس مختصر عرصہ میں کسی کی وفات ہو جائے۔اس استدلال کی تائید میں کئی محققین نے تبصرہ کیا۔ چند ایک ذیل میں پیش ہیں:

☆......امریکہ کی ایک یونیورسٹی "ورجینیا انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی" میں تاریخ کے پروفیسر پال سی پاپاس (Paul C.Pappas) اپنی کتاب "حضرت مسیح کا مقبرہ انڈیا میں" (Jesus' tomb in India) میں یوں رقمطراز ہیں:

"Therefore, they (Ahmadis) assert that Jesus, who remained crucified for only 3-6 hours at the most, could not have died.They correctly assert that, in the past, individuals remained on the cross for as long as six days before dying from exposure to the weather, exhaustion and suffocation, thirst and hunger, and attacks of wild beasts and birds of prey."

*(Pappas, Paul C, Jesus Tomb in India. Berkley, CA: Asian Humanities Press 1991.Page 70)*

"لہذا احمدی حضرات جو خیال کرتے ہیں کہ مسیح چونکہ تین سے چھ گھنٹے سولی پر رہے اس وجہ سے وفات ناممکنہ امر ہے۔ وہ اپنے اس خیال میں درست ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ ماضی میں صلیب پر چڑھنے والے افراد اپنی موت سے قبل چھ دن کے عرصہ تک زندہ رہے۔ ان کی موت کا سبب موسم، بند سانس کے ہمراہ غیر معمولی تھکن، بھوک اور پیاس، نیز جنگلی جانوروں کے خوفناک حملے تھے"۔

☆......ولیم ہنا (William Hanna) اپنی کتاب "مسیح کی سوانح" (The Life of Christ) میں لکھتے ہیں:

" A victim almost always survived the first day, lived generally over the second day and occasionally even up to the fifth or sixth day,"

*(Henna William, the Life of Christ. New york. The American Tract Society 1928. page 38.)*

یعنی "صلیب پر لٹکائے جانے والے ملزم تقریباً ہمیشہ پہلے روز، بالعموم دوسرے روز اور بسااوقات پانچویں یا چھٹے دن تک زندہ رہے"۔

☆......William Keller کا بھی یہی بیان ہے کہ صلیب پر چڑھائے جانے والے ملزمین دو یوم تک بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ صلیب پر نہیں مرے"۔

"The victim of crucifixion did not die for two days or even longer"

*(Keller,William,Und die Bibel hat doch recht,Dusseldorf 1955)*

☆......ولیم سٹراوڈ (William Stroud) نے اپنی کتاب "وفات مسیح کی جسمانی وجہ" (The Physical Cause of the Death of Christ) میں لکھتے ہیں:

"A fact of importance to be known,but which has not been sufficiently regarded, is that crucifixion was a very lingring punishment, and proved fatal not so much by loss of blood, since the wounds in the hands and feet did not lacerate any large vessels, and were nearly closed by the nails which produced them, by the slow process of nervous irritation and exhaustion.... but for persons to live two or more days on the cross was a common occurrence, and there are even instances of some who, having been taken down in time and carefully treated, recovered and survived.

*(Strous.william, The physical cause of Death of Christ and its relation to the principles and practice of Christianity.New york: D. Appleton and Co.1871 page : 55)*

یعنی "ایک اور قابل توجہ امر یہ ہے کہ جس کی طرف سیر حاصل توجہ نہیں دی گئی کہ صلیب ایک طویل سزا ہے اور جان لیوا اس لئے ثابت نہیں ہوتی کہ وہ زخم جو کیلوں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں وہ خود بخود بند ہو جاتے ہیں اور یہ کیلیں بڑی وریدوں کو مجروح نہیں کرتیں۔لہذا خون کا زیاں نہیں ہوتا۔ وفات کا سبب سست رفتار اعصابی سوزش اور ایسی تھکاوٹ جس کا تعلق سانس کی نالیوں سے ہو، قرار دئے گئے ہیں۔ لیکن ملزموں کا دو یا زیادہ دن صلیب پر رہنا ایک عام مشاہدہ ہے بلکہ یہاں تک دیکھا گیا ہے کہ بعض افراد صلیب سے اتار لئے گئے اور ان کا علاج کرایا گیا جس کے نتیجہ میں وہ روبصحت ہوگئے اور طبعی زندگی حاصل کی"۔(صفحہ ۵۵)

☆......فریڈرک سٹراس (Frederick Strauss) نے بھی مسیح کی سوانح عمری (Life of Jesus) میں مسیح کی صلیبی موت کو مشکوک قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"Rationalism has principally its adhesion to the former opinion.The short time that Jesus hung on the cross, together with the otherwise ascertained tardiness of death by crucifixion, and the uncertain nature of the wound from the spear, appeared to render the reality of death doubtful."

(Strauss,D.F.,Des Leben Jesu, Kritich bearbeitet,tubingen,1835. page 36)

یعنی "مسیح کا صلیب پر رہنے کا مختصر وقت علاوہ ازیں صلیبی وفات کی سست نوعیت اور زخموں کی غیر یقینی کیفیت یہ تمام کے تمام موت کو مشکوک بنادیتے ہیں"۔

☆......ارنسٹ رینن (Ernest Renan) نے "سوانح مسیح" (The life of Jesus) میں اسی قسم کے خیالات حسب ذیل الفاظ میں ظاہر کئے۔

"It is evident, in fact, that doubts arose as to the reality of the death of Jesus. A few hours of suspension on the cross appeared to those accustomed to see crucifixion entirely insufficient to bring about such a result.They cited many instances of persons crucified,who had been removed in time and bring about such a result".

*(Renan,Emest,The life of Jesus, translated by J.K.Allen, New York Modern Librart, 1898.)*

یعنی "یہ امر بالکل واضح ہے کہ مسیح کی صلیبی موت پر شکوک پیدا ہوئے۔ صلیب پر چند گھنٹوں کا چڑھے رہنا ان تمام افراد کے مشاہدہ سے بعید ہے جو عملاً اس قسم کی موت کے شاہد ہیں۔ یہ مختصر عرصہ یقیناً موت کا باعث نہیں ہو سکتا۔ لوگوں نے اس سے قبل صلیب پر لٹکائے جانے والوں کی مثالیں پیش کی ہیں جو بروقت صلیب سے اتار لئے گئے اور ان کو موت نہ آئی"۔

☆......ایک ہندوستانی مصنف عزیز کشمیری اپنی کتاب "مسیح کشمیر میں" میں ایک جریدے سپر نیچرل ریلیجنز کا ایک حوالہ یوں درج کرتے ہیں:

"The first explanation adopted by some able critics is that Jesus did not really die on the cross but being taken down alive and his body being delivered to friends, he subsiquently revived. In support of this theory it is agreed that Jesus is represented by Gospels as expiring after having been but three or six hours uopn the cross which would have been but unprecedently rapid death."

*(Kashmiri,Aziz, Christ in Kashmir, Kashmir, India, Roshani Publications 1994 page 47.)*

یعنی "نقاد حضرت عیسیٰ کی صلیبی موت سے بچائے جانے کے بارے میں پہلا جواب یہ دیتے ہیں کہ انجیل کی رو سے مسیح کی وفات تین سے چھ گھنٹے میں واقع ہوئی اور اس طور پر یہ ایک انتہائی تیز رفتار واقعہ موت ہے جو اس سے قبل وقوع میں نہیں آیا"۔

الغرض ان تمام محققین نے حضور علیہ السلام کے استدلال کی تائید کی۔اگرچہ ان میں سے کئی خود عیسائی ہیں مگر حق کی تائید میں رطب اللسان ہیں۔

(باقی آئندہ شمارہ میں انشاء الله)

---

اگر ہم واقفین نو کی پرورش اور تربیت سے غافل رہے تو خدا کے حضور مجرم ٹھہریں گے۔(حضرت خليفة المسيح ايده الله)

# خطبہ جمعہ

## حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے عالی مقام، توکل علی اللہ، محبت قرآن کریم، عشق مسیح موعود علیہ السلام، اطاعت امام، عجز و انکسار اور خلافت پر مستحکم یقین سے متعلق نہایت ہی ایمان افروز واقعات کا دلنشیں تذکرہ

### حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے ذکر خیر سے احمدیوں میں توکل کا جذبہ پیدا ہوگا

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپ کو جو عشق تھا آخرین کے دَور کے آخر تک ویسا عشق کسی کے لئے ممکن نہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۶/ مارچ ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۶/ امان ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله—

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم— بسم الله الرحمٰن الرحيم—

الحمدلله رب العٰلمين — الرحمٰن الرحيم — مٰلك يوم الدين — إياك نعبد و إياك نستعين —

اهدنا الصراط المستقيم — صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين—

مِنَ الْمُؤْ مِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ . فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (سورۃ الاحزاب آیت ۲۴)

مومنوں میں سے ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا۔ پس اُن میں سے وہ بھی ہے جس نے اپنی مَنّت کو پورا کر دیا اور ان میں سے وہ بھی ہے جو ابھی انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے ہر گز (اپنے طرز عمل میں) کوئی تبدیلی نہیں کی۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر کیا تھا۔ کچھ آپ کے اپنے خطوط کے حوالوں سے، کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان خطوط کے جواب میں جو آپ نے بڑی غیر معمولی تعریف فرمائی ہے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی، اس کے حوالہ سے میں نے کچھ باتیں پیش کی تھیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کو خراج تحسین حضرت مسیح موعودؑ کے اس فقرہ میں دیا گیا ہے کہ مَیں حسرت سے دیکھتا ہوں کہ کاش مجھے بھی اتنی خدمت دین کی توفیق ملے۔

اب میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی قبولیت دعا کے بعض نمونے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

"مَیں نے کسی روایت کے ذریعہ سنا تھا کہ جب بیت اللہ نظر آئے تو اس وقت کوئی ایک دعا مانگ لو وہ ضرور قبول ہو جاتی ہے"۔ یعنی حج پر جاتے وقت پہلی دفعہ جب بیت اللہ پر نظر پڑی تو پھر جو دعا بھی کرو گے وہ قبول ہو جائے گی۔ "مَیں علوم کا اس وقت ماہر تو تھا ہی نہیں جو ضعیف و قوی روایتوں میں امتیاز کرتا۔ مَیں نے یہ دعا مانگی: "الٰہی مَیں تو ہر وقت محتاج ہوں۔ اب میں کون کون سی دعا مانگوں۔ پس مَیں یہی دعا مانگتا ہوں کہ مَیں جب ضرورت کے وقت تجھ سے دعا مانگوں تو اُس کو قبول کر لیا کر"۔ روایت کا حال تو محدثین نے کچھ ایسا ویسا ہی لکھا ہے مگر میرا تجربہ ہے کہ میری تو یہ دعا قبول ہی ہو گئی۔ بڑے بڑے نیچریوں، فلاسفروں، دہریوں سے مباحثہ کا اتفاق ہوا اور ہمیشہ دعا کے ذریعہ مجھ کو کامیابی حاصل ہوئی اور ایمان میں بڑی ترقی ہوتی گئی"۔ (مرقات الیقین فی حیات نورالدین صفحہ ۱۱۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے جو لکھا ہے کہ مقابلہ پر خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید نصیب ہوئی۔ یہ ایک جاری تجربہ ہے۔ جماعت احمدیہ کے مخلصین میں بکثرت ایسے واقعات ملتے ہیں کہ جب ایک موقعہ پر ان کو بظاہر لاجواب کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے خود ان کی صحیح جواب کی طرف رہنمائی فرمائی اور ﴿ بُهِتَ الَّذِي كَفَرَ﴾ والا معاملہ پیدا ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"دھرم پال نے جب "ترک اسلام" کتاب لکھی تو اس سے بہت پہلے مجھے ایک خواب نظر آیا تھا کہ اللہ تعالیٰ مولیٰ مجھ سے فرماتا ہے کہ "اگر کوئی شخص قرآن شریف کی کوئی آیت تجھ سے پوچھے اور وہ تجھ کو نہ آتی ہو اور پوچھنے والا منکرِ قرآن ہو تو ہم خود تم کو اس آیت کے متعلق علم دیں گے"۔ جب دھرمپال کی کتاب آئی اور خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس کے جواب کی توفیق دی۔ حروفِ مقطعات کے متعلق اعتراض تک پہنچ کر ایک روز مغرب کی نماز میں دو سجدوں کے درمیان مَیں نے صرف اتنا خیال کیا کہ مولا! یہ منکرِ قرآن تو ہے۔ گو میرے سامنے نہیں۔ یہ مقطعات پر سوال کرتا ہے۔ اُسی وقت یعنی دو سجدوں کے درمیان قلیل عرصہ میں مجھ کو مقطعات کا وسیع علم دیا گیا"۔

اب اللہ تعالیٰ جو وسیع علم عطا فرماتا ہے اس کے لئے ضروری نہیں کہ ساری تفصیل میں جتنی دیر لگتی ہے اتنی دیر انسان بیٹھا رہے۔ وہ تو ایک لمحہ ہے جس میں ساری عقدہ کشائیاں ہو جاتی ہیں۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی عقدہ کشائی دو سجدوں کے درمیان جتنا تھوڑا سا قعدہ انسان کرتا ہے اسی کے اندر ہو گئی۔ چنانچہ آپ نے ایک رسالہ نورالدین میں مقطعات کا جواب لکھا۔ پھر فرماتے ہیں اسے لکھ کر مَیں خود بھی حیران ہو گیا کہ اتنی عظیم الشان تفسیر مجھے اتنی جلدی کیسے سمجھ آئی۔ (مرقات الیقین فی حیات نورالدین صفحہ ۱۴۲، ۱۴۳)

### حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ایک پر تاثیر دعا کا اور اس کی قبولیت کا نمونہ

"آج مجھے بہت تکلیف ہوئی۔ مَیں نے سمجھا اب اس دنیا میں نہیں رہوں گا۔ سو مَیں نے دو رکعت نماز پڑھی اور الحمد شریف کے بعد پہلی رکعت میں سورۃ الضُّحٰی اور دوسری رکعت میں اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کی تلاوت کی۔ پھر مَیں نے دعا کی۔ الٰہی! ہم پر ہر طرف سے غدر ہو گیا......... الٰہی اسلام پر بڑا تبر چل رہا ہے۔ مسلمان اوّل تو سست ہیں پھر دینِ اسلام قرآن کریم اور نبی کریمؐ سے بے خبر۔ تو ان میں ایسا آدمی پیدا کر جس میں قوتِ جاذبہ ہو، وہ کاہل و سست نہ ہو، ہمت بلند رکھتا ہو۔ باوجود ان باتوں کے وہ کمال استقلال رکھتا ہو۔ دعاؤں کا مانگنے والا ہو۔ تیری تمام یا اکثر رضاؤں کو پورا کیا ہو۔ قرآن و حدیث سے باخبر ہو۔ پھر اس کو ایک جماعت بخش اور وہ جماعت ایسی ہو جو نفاق سے پاک ہو۔ تباغض ان میں نہ ہو"۔ یعنی ایک دوسرے سے بغض کرنا۔ "اس جماعت کے لوگوں میں خوب ہمت اور استقلال ہو۔ قرآن و حدیث سے واقف ہوں اور ان پر عامل اور دعاؤں کے مانگنے والے ہوں۔ ابتلاء تو ضرور آویں گے۔ ان ابتلاؤں میں ان کو ثابت قدمی عطا فرما۔ ان کو ایسے ابتلاء نہ آئیں جو ان کی طاقت سے باہر ہوں"۔

(مطبوعہ الحکم ۷/ اپریل ۱۹۱۲ء بحوالہ سوانح فضل عمر جلد ۲ صفحہ ۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی یہ دعا بڑی جامع مانع ہے۔ مگر سب کو اس کی تفصیل یاد نہیں رہتی، نہ رہ سکتی ہے۔ پس خلاصۂ کلام یہی ہے کہ جب کوئی مشکل مقام قرآن کریم کا سمجھ میں نہ آئے تب بھی عاجزی سے اپنی لاعلمی کا خدا کے حضور اقرار کریں اور اسی سے دعا مانگیں۔ پھر جب کسی دشمن سے مناظرہ کرنا پڑے، اگرچہ عام طور پر اب تو مناظرے نہیں کئے جاتے لیکن اس زمانہ میں بہت مناظرے کئے جاتے تھے، تو اس وقت بھی اگر اللہ اور رسول کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ سے یہ استدعا کی جائے کہ وہ مناظرے میں غلبہ عطا فرمائے تو غیر معمولی غلبہ کے سامان پیدا ہوتے ہیں جس سے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ مَیں نے بھی اپنی ذات میں یہ تجربہ کر کے دیکھا ہے۔ پہلے زمانوں میں، خلافت سے بہت پہلے کی بات کر رہا ہوں، جب بھی مجالس سوال و جواب میں ایسا موقعہ پیش آتا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اب اس کا میرے پاس جواب نہیں ہو گا لیکن ادھر سوال ختم ہوا ادھر ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب القاء ہو جاتا تھا اور واقعۃً بُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ والی کیفیت پیدا ہوتی تھی۔

چوہدری غلام محمد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح اول کی دعا کی قبولیت کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"۱۹۰۹ء کے موسم برسات میں ایک دفعہ لگاتار آٹھ روز بارش ہوتی رہی جس سے قادیان کے بہت سے مکان گر گئے۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے قادیان سے باہر نئی کوٹھی تعمیر کی تھی وہ بھی گر گئی۔ آٹھویں یا نویں روز حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں آپ سب لوگ آمین کہیں۔ دعا کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ آج میں نے وہ دعا کی ہے جو حضرت رسول کریم ﷺ نے ساری عمر میں صرف ایک دفعہ کی تھی"۔ وہ کون سی دعا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ساری عمر میں صرف ایک دفعہ کی تھی۔ بارش برسنے کی دعا تو آپ نے بارہا کی تھی مگر بارش رکنے کی دعا صرف ایک دفعہ کی ہے۔ اور کہیں کسی حدیث میں یا کسی روایت میں اس کا ذکر نہیں ملتا کہ رسول اللہ ﷺ نے بارش رکنے کی دعا کی ہو۔ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا۔ یعنی ہمارے گردو پیش تو بے شک برسے۔ اب ہم پر بس کافی ہو گئی ہے۔ "یہ دعا بارش بند ہونے کی دعا تھی۔ دعا کے وقت بارش بہت زور سے ہو رہی تھی"۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ روایت ہے کہ اس وقت بارش بہت زور کی ہو رہی تھی۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح اول نے یہ دعا بند کی تو اسی وقت بارش تھم گئی۔ "اور عصر کی نماز کے وقت آسمان بالکل صاف تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی۔"

(اصحاب احمد جلد نمبر ۸ صفحہ ۷۱)

سردار عبدالحمید صاحب ریلوے آڈیٹر لاہور نے تحریر فرمایا ہے کہ میں دفتر اکاؤنٹنٹ جنرل ریاست پٹیالہ میں سپرنٹنڈنٹ تھا۔ مجھے لاہور تبدیل کرنے کی تجویز ہوئی۔ تبدیلی کا تصور کر کے مجھے بہت گھبراہٹ ہوئی اور میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعا کے لئے لکھا۔ حضور نے حسبِ ذیل جواب دیا۔

"آپ بہت استغفار کریں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہے کہ جب انسان کسی دروازہ پر بھروسہ کر بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہ دروازہ بند کر دیتا ہے۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ تاجروں کی دوکان میں کبھی نقصان ہو جاتا ہے تو وہ تجارت پر گھمنڈ نہ کریں۔ زمیندار کا خرمن جلتا ہے۔ اس طرح ایک حال سے دوسرے حال پر بدلاتا ہے یہاں تک کہ اللہ ہی بھروسہ ہو جائے۔ آپ ذرہ بھی نہ گھبرائیں۔ اللہ تعالیٰ خالق، مالک، رازق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز آپ کو ضائع نہیں کرے گا"۔

وہ لکھتے ہیں: "حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی اس دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں میرا تبادلہ بمنظوری مہاراجہ بہادر ریاست پٹیالہ دسمبر ۱۹۱۰ء لاہور ہو گیا اور وہ تبادلہ میرے لئے بہت ہی بابرکت ثابت ہوا اور میں ایک آزاد افسر کی حیثیت سے ریاست کی چونتیس (۳۴) سال سروس کر کے ۱۰/اپریل ۱۹۳۵ء کو پنشن پر ریٹائر ہوا اور اسی دن جیمز کری اینڈ کمپنی، ریلوے آڈیٹرز (James Currie & Co. Railway Auditors) لاہور میں ملازم ہو گیا۔ پارٹیشن کے بعد مالکان کمپنی جو انگریز تھے ۱۹۴۹ء میں لندن چلے گئے اور کمپنی میرے نام منتقل کر گئے۔ یکم اپریل ۱۹۴۹ء سے میں اس کمپنی کا بحیثیت پروپرائٹر کام کر رہا ہوں اور جب تک اللہ چاہے گا یہ کام جاری رہے گا، اور، یہ عظیم مرتبہ اور یہ اتنی بڑی جائیداد یہ سب چیزیں محض حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی دعا ہی کا نتیجہ تھیں۔

حضرت مولوی محمد حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سبز پگڑی والے مشہور ہیں وہ ہمیشہ سبز پگڑی پہنا کرتے تھے۔ ان کی روایت ہے:

"۱۹۱۰ء میں طاعون کی وبا دوبارہ قادیان میں پھیل گئی اور میں بھی اس بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ جتنے بھی غیر احمدی اس وبا کا شکار ہوئے تھے کوئی بھی جانبر نہ ہو سکا تھا۔ اس لئے جس وقت کسی کو طاعون ہو جاتی تو فوراً اس کی قبر کھودنے کا انتظام کر دیا جاتا۔ میرا مرنا بھی مشہور ہو گیا۔ میرے والدین کو اس بات کا شدید صدمہ تھا۔ باربار حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی خدمت میں حاضر ہو کر میری حالت سے آگاہ کرتے رہے۔ ایک دن میری حالت اتنی خراب ہو گئی کہ لمحوں کا مہمان نظر آنے لگا اور موت کے آثار دکھائی دینے لگے۔ میرے والد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے پاس نماز ظہر کے وقت مسجد اقصیٰ میں پہنچے۔ حضور نے میرے والد صاحب سے پوچھا کہ بچے کا کیا حال ہے۔ میرے والد صاحب نے جواب دیا کہ اب آخری وقت معلوم ہوتا ہے اور آنسو ٹپکنے شروع ہو گئے۔ حضور نے مصلّے پر کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کہ میاں صاحب کا بیٹا سخت بیمار ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے دربار میں اس کی صحت کے لئے ایسے دردِ دل سے دعا کریں جو خدا تعالیٰ منظور ہی کر لے اور پھر نماز میں بہت گڑگڑا کر دعا کی گئی۔ میرے والد صاحب نے فرمایا کہ مجھے یقین ہو گیا کہ اب میرا بچہ ضرور اس موذی مرض سے شفا پائے گا۔ نماز کے بعد حضور نے بھی میرے والد صاحب کو تسلی دی۔ جب آپ گھر کے پاس پہنچے تو مکرم بابا حسن محمد صاحب والد مولوی رحمت علی صاحب مبلغ جاوا ملے اور کہنے لگے کہ مجھے آپ کے بیٹے کا بہت افسوس ہے۔ میرے والد صاحب گھبرا گئے اور گھر تک دونوں ہی آئے۔ پتہ چلا کہ مجھے بیہوشی ہے مگر سانس چلتا ہے۔ آپ نے سجدہ شکر کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے قدرے ہوش آیا اور میں نے اپنا خواب سنانا شروع کیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں فوت ہو گیا ہوں اور مجھے نہلا کفنا کر عیدگاہ والے قبرستان میں لے گئے ہیں۔ میری آنکھیں بند ہیں مگر میں سب کچھ دیکھتا ہوں"۔

یہ جو تجربہ ہے Near Death کا تجربہ، اس پر بہت سے سائنسدانوں نے تحقیق کی ہے اور حیرت انگیز انکشافات کئے ہیں کہ بسا اوقات ایک انسان کو مردہ سمجھ کر جب سب ڈاکٹر چھوڑ کر چلے جاتے ہیں تو اس کی روح سارا نظارہ دیکھتی ہے جو پیچھے ہو رہا ہے۔ ہمارے ڈاکٹر حمید مرحوم، ان کی بیگم ساجدہ صاحبہ ان کا بھی یہی تجربہ ہے جس سے یقین ہوتا ہے کہ ڈاکٹروں کی باتیں مصنوعی نہیں بلکہ سچ مچ ایسا ہی ہوتا ہے۔ وہ کینسر کی مریضہ تھیں۔ انہوں نے بھی ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا کہ میں فوت ہو گئی ہوں اور پورا ہسپتال کا نظارہ دکھایا گیا اور وہ کمرے بھی جو وہ جانتی بھی نہیں تھیں کہ وہاں اس قسم کے کمرے ہیں وہ کمرے بھی دکھائے گئے اور لوگ وہاں جا کر چھپ چھپ کر روتے تھے۔ پھر اچانک میری دعا کے نتیجہ میں جو اس ساعت میں میں نے دعا کی کہ اے مولا!! ابھی نہیں، ابھی کچھ دیر مجھے اور گزارنے دے۔ میری روح واپس آئی اور اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ جب یہ واقعہ ہوا تو انہوں نے سارے ہسپتال کا نقشہ دکھا دیا کہ یہ یہ کمرہ تھا، یہاں یہ ہو رہا تھا، وہاں وہ ہو رہا تھا اور وہ بالکل اسی طرح تھا۔ اب میں روایت کی طرف واپس آتا ہوں۔

"تھوڑی دیر بعد مجھے قدرے ہوش آیا اور میں نے اپنا خواب سنانا شروع کیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں فوت ہو گیا اور مجھے نہلا کفنا کر عیدگاہ والے قبرستان میں لے گئے ہیں۔ میری آنکھیں بند ہیں مگر میں سب کو دیکھتا ہوں اور ان کی باتیں سنتا ہوں مگر بول نہیں سکتا۔ میری چارپائی کو قبر کے پاس لے جا کر رکھ دیا ہے اور شیخ جھنڈو خوجہ جو ہمارا ہمسایہ تھا اور جس کی فروٹ کی دوکان مسجد اقصیٰ کے کونے پر تھی میری قبر کو صاف کر رہا تھا۔ جب کفن میں سے میں نے اسے صفائی کرتے دیکھا اور بلا کر کہا کہ میں نے دوبارہ اس دنیا میں نہیں آنا ذرا لحد کو خوب صاف کر دو۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے لحد کو خوب صاف کر دیا ہے اور اب میں اس میں باریک ریت بچھانے لگا ہوں تا کہ کوئی کنکر وغیرہ نہ چبھے اور بیچ میں لیٹ کر دیکھتا ہوں کہ لحد تنگ تو نہیں ہے اور پھر خود اس میں لیٹ جاتا ہے۔ اور مجھے ایک خوبصورت مسجد دکھائی دیتی ہے اور میں شیخ صاحب سے کہتا ہوں کہ تم قبر کو اچھی طرح صاف کر دو میں جاتے جاتے آخری مرتبہ نماز مسجد میں ادا کر آؤں۔ میں اٹھ کر مسجد میں چلا گیا اور وضو کر کے نماز پڑھنے لگا تو مجھے ہوش آ گیا اور شیخ صاحب قبر ہی میں رہ گئے۔ تھوڑے سے وقفہ کے بعد شیخ صاحب کے مکان سے رونے کی آواز یکبارگی میرے کان میں پڑی تو میں نے کہنا شروع کر دیا کہ شیخ جھنڈو فوت ہو گئے ہیں۔ مگر میری کمزور حالت کو دیکھ کر میرے والدین نے شیخ جھنڈو کی وفات کی خبر مجھ سے چھپائے رکھی مگر میں نے دریافت کر کے ہی چھوڑا کہ واقعی شیخ صاحب قبر میں پہنچ گئے ہیں۔ میں خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے تندرست ہو گیا۔ صرف میری دائیں آنکھ پر اس بیماری کا اثر پڑا، باقی جسم ٹھیک رہا۔ الحمد للہ۔ چونکہ میں سخت بیمار رہا تھا اور کمزوری حد سے تجاوز کر چکی تھی اور کچھ کھانے پینے کو جی نہ چاہتا تھا۔ گھر والے کچھ نہ کچھ کھانے پر مجبور کرتے۔ ان کے بار بار اصرار پر میں نے کہا کہ دال ماش کی کھچڑی پکائیں اور اس میں سے نصف حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کھائیں گے تو پھر میں کھاؤں گا ورنہ کچھ نہیں کھاؤں گا۔ میری والدہ صاحبہ اسی وقت حضور کے گھر گئیں اور سارا قصہ سنا دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی وقت حکم دیا کہ اسی قسم کی کھچڑی بناؤ۔ لہذا ایسا ہی کیا گیا اور اس میں سے دو چار لقمے حضور نے کھائے اور باقی حصہ چمچ سمیت میرے لئے بھیج دیا۔ متواتر ایک ہفتہ حضور اسی طرح کرتے رہے۔ اے خدا اُن کو جنت الفردوس میں خاص مقام عطا فرما اور ان کی اولاد پر بھی رحم فرما"۔

('میری یادیں' حصہ اول از حضرت مولانا محمد حسین صاحب صفحہ ۱۶-۱۸)

حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی کی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بارہ میں ایک روایت ہے۔


LONDON MONEY EXCHANGE

پاکستان بھر میں رقم بھجوائیں۔ بہترین ریٹ کے لئے تشریف لائیں
یا رقم ہمارے بینک میں جمع کروائیں اور رقم پاکستان میں وصول کریں

رابطہ: مبشر احمد صدیقی

270 Ilford Lane, Ilford, Essex 1G1 2SD

Tel:020 8478 2223 Mobile: 07968 775401

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

"ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک احمدی فوجی انڈین آفیسر ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ حضورؓ! آپ دعا کریں کہ میں لڑائی میں بھی نہ جاؤں اور مجھے تمغہ بھی مل جائے"۔ اس احمدی فوجی کا نام یہاں نہیں لکھا ہوا۔ بہر حال شیخ فضل احمد صاحب کی روایت ہے یہ۔ "حضور آپ دعا کریں کہ میں لڑائی میں بھی نہ جاؤں اور مجھے تمغہ بھی مل جائے۔ میں نے کہا کہ ہمیں تو آپ کے قواعد کا علم نہیں ہے۔ معلوم نہیں کہ تمغہ کس طرح ملا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ میڈل اُسے ملتا ہے جو لڑائی میں جائے۔ میں نے کہا کہ پھر آپ کو بغیر لڑائی میں جانے کے کیونکر مل سکتا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ حضور دعا فرمائیں۔ ہم نے کہا۔ اچھا ہم دعائیں کریں گے۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ آئے اور بتلایا کہ حضور کی دعا سے مجھے تمغہ مل گیا ہے۔ اور دریافت کرنے پر بتلایا کہ میں بیس (Base) کیمپ میں تھا کہ میرے نام حکم پہنچا کہ لڑائی کے میدان میں پہنچو۔ میں ڈرا مگر چل پڑا۔ ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا مگر وہ سرحد پار کر چکا تھا جس کے عبور کرنے پر ایک فوجی افسر تمغہ کا حقدار تصور ہوتا ہے"۔ یعنی لڑائی کی وہ حالت جس سے آگے جب کوئی نکل جائے پھر لڑائی میں حصہ لے یا نہ لے اس کو تمغہ مل جاتا ہے۔ "کہ پھر حکم ملا کہ واپس چلے آؤ، صلح ہوگئی ہے اور لڑائی بند ہے۔ اس طرح حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا سے میں لڑائی پر بھی نہیں گیا اور مجھے تمغہ بھی مل گیا۔

(اصحاب احمد جلد نمبر ۳ صفحہ ۷۷)

پھر فرماتے ہیں کہ:

"دوسرا واقعہ یہ ہے کہ میرے ایک دوست تھے جن کی عمر اسّی برس کے قریب تھی۔ میرے ساتھ وہ بڑی ہی محبت کا برتاؤ کیا کرتے تھے۔ مَیں نے اُن کو بہت ترغیب دی کہ آپ شادی کر لیں مگر وہ مضائقہ کرتے تھے۔ میری وجاہت بھی ان کے دل پر بڑی تھی۔ آخر انہوں نے شادی بھی کر لی۔ اللہ تعالیٰ کے عجائبات قدرت میں سے ہے کہ اُن کے گھر میں حمل ہو گیا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی...... دوسرے سال پھر حمل ہوا اور لڑکا پیدا ہوا...... میری طبّی آمدنی اُس وقت اتنی قلیل تھی کہ ہم میاں بیوی دو آدمیوں کے لئے بھی گونہ مشکلات پڑ جاتے تھے۔ جب اُن کے لڑکا پیدا ہوا تو انہوں نے بعض آدمیوں کو مبارکباد کے لئے میرے پاس روانہ کیا۔ میری حالت تو خود بہت کمزور تھی مگر مجھے کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑا"۔ جب بچہ پیدا ہو تو رواج ہے۔ یہ آجکل بھی چل رہا ہے کہ بچہ کی منہ دکھائی پر کچھ پیش کیا جاتا ہے۔ کوئی بچے کے سوٹ، کوئی اور تحفہ۔ "میری حالت تو خود بہت کمزور تھی مگر مجھے کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑا۔ پھر ایک دفعہ مَیں چھاؤنی شاہ پور میں گیا۔ وہاں سے مجھے کچھ روپے مل گئے تھے۔ مَیں اس خیال سے کہ انہوں نے مجھے کچھ مالی امداد نہیں دی، ان کے گاؤں چلا گیا۔ وہ اپنے گاؤں کے بہت سے وہ لڑکے جو اُن کے لڑکے کے قریب پیدا ہوئے تھے جمع کر کے لائے اور سب کو کہا کہ تم سلام کرو۔ مجھ کو ان لڑکوں کی تعداد اور اپنی جیب کے روپیوں میں کچھ مناسبت معلوم نہ ہوئی تو مَیں نے جو کچھ میری جیب میں تھا، سب اُن کے لڑکے کو دے دیا۔ اس کو انہوں نے فال نیک سمجھا گویا یہ لڑکا امیر ہوگا اور باقی لڑکے اس کے دست نگر رہیں گے۔ اس کے ہاتھ سے ان بچوں کو تقسیم کرا دیا۔ جب مَیں گھر میں پہنچا تو ایک میرے مکرم دوست حکیم فضل الدین نے مجھ سے کہا کہ یہ تو یوں کچھ دیتے نہیں، آپ اس لڑکے کے لئے ایک لباس بنوا کر بھیج دیں۔ وہ لباس بمبئی میں تیار کرایا گیا۔ جیسا وہ قیمتی تھا ویسا ہی وہ عمر کے لحاظ سے جوان آدمی کے قابل تھا۔ وہ لباس مَیں نے کسی آدمی کی معرفت ان کو بھیج دیا۔ اس لباس کی وسعت مقدار کو دیکھ کر اُس رئیس نے یہ تفاؤل لیا کہ یہ لڑکا جوان ہوگا اور وہ لباس جوانی کے وقت کے لئے محفوظ رکھا"۔ یعنی جو لباس تیار کیا تھا وہ بچہ کا نہیں تھا بلکہ بڑی عمر کے انسان کے لئے تھا۔ "جب وہ آدمی واپس آیا تو مَیں نے حکیم فضل الدین صاحب سے کہا کہ مال کا نام قرآن کریم نے فضل رکھا ہے۔ یہ فضل سے حاصل ہوتا ہے"۔ اب نماز کے لئے جب آپ مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو اس وقت یہ دعا کرتے ہیں اِفْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب مسجد سے باہر جاتے ہیں پھر دعا کرتے ہیں اِفْتَحْ لِی اَبْوَابَ فَضْلِكَ۔ تو یہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کی تشریح ہے کہ فضل مال کو کہتے ہیں۔ "مجھ کو تو یہ فائدہ حاصل ہوا ہے کہ مَیں مخلوق پر قطعاً اب کبھی بھروسہ نہ کروں گا اور خدا تعالیٰ اب مجھ کو اپنے خاص کارخانہ سے رزق بھیجے گا اور مَیں آئندہ ارادہ بھی نہ کروں گا کہ کسی کو قیمتاً دوائی دوں۔ یہ ایک امارت اور دولت مندی کی راہ تھی جو مجھ کو اس دن عطا ہوئی۔ الحمد للہ ربّ العالمین"۔ (مرقاۃ الیقین فی حیات نور الدین، صفحہ ۱۵۵ تا ۱۵۷)

ایڈیٹر الحکم حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ:

"ایک روز بعد مغرب مَیں آپ کی خدمت میں حاضر تھا، چند اور احباب بھی موجود تھے۔ فرمایا: بیماری کا ابتلا بھی عجیب ہوتا ہے۔ اخراجات بڑھ جاتے ہیں اور آمدنی کم ہو جاتی ہے اور دوسرے لوگوں کی خوشامد کرنی پڑتی ہے۔ میری آمدنی کا ذریعہ بظاہر طب تھا۔ اب اس رشتہ کو بھی اس بیماری نے کاٹ دیا ہے۔ جو لوگ میرے حالات سے واقف نہیں، وہ جانتے تھے کہ اس کو طب ہی کے ذریعہ سے ملتا ہے۔ مگر اب اللہ تعالیٰ نے اس تعلق کو بھی درمیان سے نکال دیا۔ میری بیوی نے آج مجھے کہا کہ ضروریات کے لئے روپیہ نہیں۔ اور مجھے یہ بھی کہا کہ مولوی صاحب! آپ نے کبھی بیماری کے وقت کا خیال نہیں کیا کہ بیماری ہو تو گھر میں دوسرے وقت ہی کھانے کو نہیں ہوگا۔ مَیں نے اسے کہا کہ میرا خدا ایسا نہیں کرتا۔ مَیں روپیہ تب رکھتا جو خدا تعالیٰ پر ایمان نہ رکھتا"۔ (حیات نور صفحہ ۴۷۱)

یہ روایتیں تو بہت کثرت سے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بہت کتب بھی لکھی گئی ہیں لیکن میرے خیال میں اس ذکر خیر سے بھی احمدیوں میں بہت توکل کا جذبہ پیدا ہوگا اور توکل کا مقام بہت عظیم مقام ہے۔ توکل سے ہی حقیقی توحید کا پتہ چلتا ہے۔ اگر توکل نہ رہے تو کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

قرآن کریم سے عشق کے معاملہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام بہت ہی بلند تھا۔ آپؓ فرماتے ہیں:

"مجھے قرآن کے برابر پیاری کوئی کتاب نہیں ملی۔ اس سے بڑھ کر کوئی کتاب پسند نہیں، قرآن ہی کافی کتاب ہے"۔

نیز فرمایا: "میں نے دعا کی کہ وہ مجھے ایسی دعا سکھا دے جو ایک جامع دعا ہو۔ پس یہ دعا میرے دل میں ڈالی گئی کہ مضطر ہو کر جو کچھ بھی مانگوں وہ مجھے دے دے۔ اب اس دعا کے ذریعے سے خدا تعالیٰ نے مجھے قرآن کی محبت دی"۔

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک موقع پر فرماتے ہیں: "میرے پاس کوئی ایسا چاقو نہیں جس سے میں اپنا دل چیر کر تمہیں دکھلا سکوں کہ مجھے قرآن سے کس قدر محبت اور پیار ہے"۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب حضورؓ مہاراجہ جموں کے شاہی طبیب تھے تو آپؓ نے بعض خدمتگاروں کو جو سب ہندو تھے قرآن سنانا شروع کیا۔ دو روز بعد خزانہ کا افسر رتی رام کہنے لگا: دیکھو! ان کو قرآن شریف سنانے سے روکو، ورنہ میں مسلمان ہو جاؤں گا۔

آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ اگر خدا تعالیٰ نور الدین سے پوچھے کہ تمہیں کونسی چیز سب سے زیادہ پسند ہے تو مَیں تو یہی کہوں کہ مجھے قرآن مجید دیا جاوے"۔ (حیات نور صفحہ ۳۲۱)

ظاہری قرآن کریم تو سب کے پاس ہوتے ہیں یہاں مراد یہ ہے کہ قرآن کریم کی معرفت عطا کی جاوے۔

حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحبؓ کا بیان ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے بار بار شاید پچاس مرتبہ مجھے فرمایا کہ مولوی نور الدین صاحب کی تفسیر قرآن، آسمانی تفسیر ہے۔ ان سے قرآن پڑھا کرو اور اگر تم نے دو تین سپارے بھی سنے یا پڑھے تو تم کو قرآن شریف سمجھنے کا مادہ اور تفسیر کا ملکہ پیدا ہو جائے گا۔

یکم اپریل ۱۹۱۳ء کی شام کو مسجد اقصیٰ میں درس دیتے ہوئے اچانک حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کو ضعف ہو گیا۔ پہلے بیٹھے پھر لیٹ گئے۔ ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے۔ چلنے کی قوت نہ رہی۔ چارپائی پر اٹھا کر لائے مگر راستہ میں جب مسجد مبارک کے پاس پہنچے تو فرمایا مجھے گھر نہ لے جاؤ مسجد میں لے جاؤ۔ بمشکل تمام مسجد کی چھت پر پہنچ کر نماز مغرب پڑھی۔ باوجود اس تکلیف کے، بعد نمازِ مغرب ایک رکوع کا درس دیا۔ پھر چارپائی پر اٹھا کر گھر لائے۔ رات کو افاقہ ہوا۔ صبح پھر درس دیا اور بیماروں کو دیکھا"۔ (حیات نور صفحہ ۶۰۶-۶۰۷)

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "مجھے ......... تاریخ ابن خلدون کا شوق تھا۔ کوئی تاجر لایا۔ ستر روپیہ اُس نے قیمت کہی۔ مَیں نے کہا کہ باقساط تو روپیہ مَیں دیدوں گا، یکدم میرے پاس نہیں ہے لیکن اس تاجر نے قسطوں کو پسند نہ کیا۔ جب مَیں ظہر کی نماز کے لئے مطب میں آیا تو وہ کتاب وہاں رکھی دیکھی۔ ہر چند مَیں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون رکھ گیا ہے لیکن کسی نے پتہ نہ بتایا۔ نہ تاجر کا کچھ پتہ چلا۔ کبھی کبھی مَیں مطب میں ذکر کر دیا کرتا تھا۔ آخر ایک دن ایک بیمار نے کہا کہ یہ کتاب ایک سکھ رکھ گیا تھا جس کو مَیں صورت سے تو پہچانتا ہوں لیکن نام نہیں جانتا۔ وہ یہاں تحصیل میں بہت آتا جاتا رہتا ہے۔ کچھ دنوں کے بعد وہ اس سکھ کو لے آیا۔ مَیں نے اس سے پوچھا کہ یہ کتاب آپ نے کس طرح رکھی۔ اس نے کہا کہ "آپ کی مجلس میں ذکر ہوا تھا کہ آپ کے پاس روپیہ نہیں لہٰذا مَیں نے ستر روپیہ دے کر کتاب خرید لی اور یہاں رکھ دی تھی اور یہ ستر روپیہ مَیں نے فلاں امیر سے وصول کر لیا تھا کیونکہ ان کا ہم کو حکم ہے کہ نور الدین کو جب کوئی ضرورت ہوا کرے بلا ہمارے پوچھے روپیہ خرچ کر دیا کرو۔ چنانچہ مجھ کو یہ موقع مل گیا اور مَیں نے اُن کے حکم کے موافق

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 020 - 8553 3611

روپیہ خرچ کیا۔ میرے پاس بھی چونکہ ستر روپیہ آگئے تھے"۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ فرماتے ہیں کہ اس وقت تک آپ کے پاس بھی کسی ذریعہ سے ستر روپے پہنچ گئے تھے۔ "میرے پاس بھی چونکہ ستر روپے آگئے تھے۔ مَیں نے ستر روپے اس امیر کے پاس واپس کردیئے۔ میرا آدمی دوپہر کے وقت وہاں پہنچا اور روپے پیش کئے جن کو انہوں نے بڑے غضب اور رنج سے لیا اور اس آدمی کو روٹی بھی نہ کھلائی۔ پھر میرے بڑے بھائی کو بلایا اور کہا کہ ہم نے نوردین کے لئے جب سوچا تو کوئی حد نذرانہ کی ہم کو نظر نہ آئی اس لئے ہم نے یہ تجویز کیا تھا کہ ہم سارے ہی اس کے ہیں اور ہم نے اپنے نوکروں کو حکم دیدیا تھا کہ جب ان کو کوئی ضرورت پیش آئے تو بلادریغ روپیہ خرچ کردیا کریں مگر انہوں نے ستر روپیہ واپس بھیجا، ہم کو اس سے بہت رنج ہوا ہے۔ اب کیا کریں؟۔ ہمارے بھائی صاحب نے ستر روپیہ تو آپ سے لے لیا اور اس رئیس سے کہہ دیا کہ ہم اس کو سمجھادیں گے۔ مجھ کو آکر ملامت کی اور بتادیا کہ وہ ستر روپیہ ہم نے لے لیا ہے۔ گویا یہ ایک رقم تھی جو ہم کو وصول ہوئی۔ توکّل علی اللہ کی خوشی کے مقابلہ میں یہ رقم مجھ کو واپس لینی گورا بھی نہ تھی"۔

(مرقاتُ الیقین فی حیاتِ نورالدین، صفحہ ۱۵۷۔۱۵۸)

اب حضرت خلیفۃ المسیح اول کے بھائی نے وہ ستر روپے جیب میں ڈال لئے اور بیچارے امیر کو پتہ بھی نہیں چلا کہ یہ روپے گئے کہاں۔ لیکن خوش ہو گیا کہ بہر حال حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کو پہنچ گئے۔

ایک دفعہ ایک دوست اپنی کافی بڑی رقم جو آپؓ کے پاس امانتاً رکھوائی ہوئی تھی، واپس لینے آئے۔ آپؓ نے فرمایا کہ ظہر کی نماز کے بعد آکر لے جائیں۔ نماز کے بعد آپؓ نے اپنی صدری مولوی محمد جی صاحب کو دی کہ اسے لٹکادو۔ مولوی محمد جی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے صدری کی جیبوں کی اچھی طرح تلاشی لی لیکن وہ بالکل خالی تھیں اس پر مجھے خیال آیا کہ جیبوں میں تو ایک پیسہ نہیں، دیکھتے ہیں حضورؓ اپنے وعدہ کی ادائیگی کس طرح کرتے ہیں۔ اتنے میں وہ شخص آگیا۔ حضورؓ نے فرمایا، میری صدری پکڑاؤ اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر رقم نکال کر اس شخص کو دیدی اور کہا گن لو۔ اُس دوست نے رقم گنی اور کہا کہ رقم پوری ہے۔ مولوی محمد جی صاحب کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہمیں یقین ہو گیا کہ رزق کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ خود حضورؓ کا متکفّل ہے اور پھر آئندہ تجسس کرنا بھی چھوڑدیا۔

ایک بہت دلچسپ واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ خود بیان فرماتے ہیں کہ:

"مہاراجہ کشمیر کی ملازمت چھوڑتے وقت آپؓ کے ذمہ ایک لاکھ پچانوے ہزار روپے کا قرض تھا"۔ اب اندازہ کریں کہ اس زمانے کا روپیہ کتنا ہو گا یعنی آج کل کے حساب سے دیکھا جائے تو لازماً یہ قرض کروڑوں میں پہنچتا ہے مگر چونکہ آپ خدمت خلق پر خرچ کرتے تھے اس لئے بلا تکلف قرض لیتے جاتے تھے اور خدا کی راہ میں خرچ کرتے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس قرض کی واپسی کا انتظام عجیب طریقہ پر فرمایا۔ "سیاسی حالات کے تحت جب مہاراجہ نے آپؓ کو ملازمت سے فارغ کردیا تو بعد میں اُسے یہ خیال آیا کہ آپؓ کے ساتھ ظلم اور ناانصافی ہوئی ہے۔ چنانچہ اُس نے آپؓ کو واپس بلانے کی کوشش کی تو آپؓ نے (جو اُس وقت قادیان پہنچ چکے تھے) فرمایا کہ اگر مجھے ساری دنیا کی حکومت بھی مل جائے تو میں اس جگہ کو نہیں چھوڑ سکتا۔...... چونکہ مہاراجہ صاحب کو ناانصافی کا شدت سے احساس تھا اس لئے اُس نے اس کے ازالہ کی یہ تجویز سوچی کہ اب کی مرتبہ جنگلات کا ٹھیکہ صرف اسی شخص کو دیا جائے جو منافع کا نصف حضرت مولوی صاحبؓ کو ادا کرے۔ چنانچہ اسی شرط کے ساتھ ٹنڈر طلب کئے گئے"۔ اب دیکھیں اللہ تعالیٰ پر توکل کا کیسا عظیم الشان نشان ظاہر ہوتا ہے۔" جس شخص کو یہ ٹھیکہ ملا، جب سال کے آخر میں اُس نے اپنے منافع کا حساب کیا تو خدا تعالیٰ کی حکمت سے اُسے ٹھیک تین لاکھ نوے ہزار روپے منافع ہوا جس کا نصف ایک لاکھ پچانوے ہزار بنتا ہے اور اسی قدر روپیہ حضورؓ کے ذمہ قرض تھا۔ چنانچہ جب یہ روپیہ آپؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپؓ نے فرمایا کہ یہ رقم فلاں سیٹھ کو دیدی جائے، ہم نے اُس کا قرض دینا ہے۔ جب دوسرے سال بھی اُسی شرط پر ٹھیکہ دیا گیا اور ٹھیکیدار نے منافع حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تو آپؓ نے وہ رقم لینے سے انکار کردیا اور فرمایا کہ نہ اس کام میں میرا سرمایہ لگا، نہ میں نے محنت کی، مَیں اس کا منافع لوں تو کیوں لوں؟ ٹھیکیدار نے عرض کی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور اپنا حصہ لیں ورنہ آئندہ مجھے ٹھیکہ نہیں ملے گا۔ آپؓ نے فرمایا، اب خواہ کچھ ہی ہو، میں یہ روپیہ نہیں لوں گا۔ اُس نے کہا پھر پچھلے سال کیوں لیا تھا؟۔ فرمایا، وہ تو میرے ربّ نے اپنے وعدے کے مطابق میرا قرض اتارنا تھا۔ جب وہ اتر گیا تو اب میں کیوں لوں؟۔ اس پر وہ ٹھیکہ دار واپس چلا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

(بھیرہ میں) ایک سرکاری زمین تھی جس کو کمیٹی کی زمین کہتے تھے۔ مَیں نے اپنے ایک دوست مستری سے کہا کہ تم اس زمین پر مکان بناؤ اور ایک ہندو سے کہا کہ تم روپیہ دیدو۔ مکان بننا شروع ہو گیا۔......... اس مکان کے بننے میں جب بارہ سو روپیہ خرچ ہو گیا تو مجھ کو خیال آیا کہ کہیں وہ ہندو اپنا روپیہ نہ مانگ بیٹھے۔ مَیں اسی خیال میں تھا کہ میرے ایک دوست ملک فتح خانؒ صاحب گھوڑے پر سوار میرے پاس آئے اور فرمایا کہ مَیں راولپنڈی جاتا ہوں کیونکہ لارڈ لٹن نے دلّی میں دربار کیا ہے۔ بڑے بڑے رئیس تو دلّی بلائے گئے ہیں اور چھوٹے رئیس جن میں سے وہ ملک فتح خان بھی تھے راولپنڈی جمع ہوں گے اور انہی تاریخوں میں راولپنڈی میں دربار ہوگا۔ ہم راولپنڈی بلائے گئے ہیں۔ مَیں نے اُن کے کان میں چپکے سے کہا کہ مجھ کو بھی دربار میں جانا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ گھوڑا ہے، آپ اس پر سوار ہو جائیں۔...... ہم دونوں جب جہلم پہنچے تو وہاں ریل تھی۔ ملک فتح خاں مرحوم تو راولپنڈی چلے گئے۔ مَیں نے کہا: مَیں تو دلّی جاتا ہوں۔ میرے کپڑے بہت میلے ہو گئے تھے اس لئے مَیں نے اپنے کپڑے اتار کر ملک حاکم خاں تحصیلدار جہلم کا ایک پاجامہ، پگڑی اور کوٹ پہن لیا جس کے نیچے کرتہ نہ تھا۔ مَیں سیر کے لئے نکلا اور ٹہلتا ہوا اسٹیشن جہلم پر پہنچا۔ مَیں نے اسٹیشن پر کسی سے پوچھا کہ لاہور کا تھرڈ کلاس کا کیا کرایہ ہے؟ معلوم ہوا کہ پندرہ آنہ۔ اس کوٹ کی جیب میں دیکھا تو صرف پندرہ آنہ کے پیسے پڑے تھے۔ مَیں نے ٹکٹ لیا اور لاہور پہنچا۔ یہاں بڑی گھمسان تھی کیونکہ لوگ دربار کے سبب دہلی جارہے تھے۔ ٹکٹ ملنا محال تھا اور میری جیب میں تو کوئی پیسہ بھی نہ تھا۔ ایک پادری جن سے کسی مرض کے متعلق طبی مشورہ دینے کے سبب میری پہلے سے جان پہچان تھی، اسٹیشن پر مل گئے۔ ان کا نام گولک ناتھ تھا۔ انہوں نے کہا: آپ کہاں جاتے ہیں؟ ٹکٹ تو بڑی مشکل سے ملے گا۔ مَیں نے کہا مجھ کو دہلی جانا ہے۔ گولک ناتھ نے کہا: مَیں جاتا ہوں اور ٹکٹ کا انتظام کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ گئے اور بہت ہی جلد ایک ٹکٹ دہلی کا لائے۔ مَیں نے ٹکٹ ان سے لیا اور جیب میں ہاتھ ڈالا تو پادری صاحب کہنے لگے "آپ میری ہتک نہ کریں، معاف کریں"۔ مطلب یہ ہے کہ اگر آپ اگر پیسے دیں گے تو میری ہتک ہو گی۔ "مَیں اس کے دام نہ لوں گا اور مَیں بھی تو دہلی ہی جاتا ہوں، رستہ میں دیکھا جائے گا"۔ مَیں رستہ میں ان کو تلاش کرتا رہا، وہ نظر نہ آئے اور دہلی کے اسٹیشن پر بھی باوجود تلاش کے مجھ کو نہ ملے۔ اسٹیشن پر اترا تو عصر کا وقت تھا۔ مَیں آہستہ آہستہ اُس سڑک پر چلا جس پر رؤسا کے خیمے نصب تھے۔ مَیں غالباً پانچ میل نکل گیا۔ اب چونکہ آفتاب غروب ہونے کو تھا۔ مَیں نے واپسی کا ارادہ کیا۔ اتنے میں ایک سپاہی جو حضرت منشی جمال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ملازم تھا، دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور کہا کہ آپ کو منشی صاحب بلاتے ہیں۔ انہوں نے آپ کو دیکھ کر مجھے بلانے کے لئے بھیجا ہے۔ مَیں نے کہا: اب تو وقت تنگ ہے، مَیں کل، انشاء اللہ تعالیٰ، اُن کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ اُس نے کہا کہ وہ بہت اصرار سے آپ کو بلاتے ہیں۔ مَیں نے پھر بھی کہا کہ کل آؤں گا۔ اُس نے کہا: پاس ہی تو اُن کا خیمہ ہے، آپ ذرا تکلیف کر کے خود ہی اُن سے عذر کرلیں۔ جب مَیں گیا تو وہ حسب عادت بڑی ہی مہربانی سے پیش آئے اور فرمایا کہ میرا ایک نواسہ محمد عمر نام بیمار ہے۔ آپ اس کو دیکھیں۔ مَیں نے کہا کہ مَیں کل آکر دیکھوں گا۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ آج رات کو یہیں رہیں، کل ہم آپ کے مکان پر چلیں گے۔ چنانچہ میرے لئے علیحدہ ایک آرام دہ خیمہ کھڑا کردیا اور اگلے روز چونکہ جمعہ تھا، انہوں نے یہ سمجھ کر کہ مکان پر جانے سے تو اس کو ہم نے روک لیا ہے، راتوں رات ہی میرے لئے کپڑے تیار کرادیئے جو مَیں نے اگلے روز پہن لئے۔......... مَیں نے (انہیں) کہا کہ مَیں تھوڑے ہی دنوں آپ کے پاس رہ سکتا ہوں اور میاں محمد عمر کے رسولی ہے، یہ بہت دنوں کے بعد جائے گی اور مَیں گھر میں اطلاع دے کر بھی نہیں آیا۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ ضرور ٹھہریں اور گھر کے لئے پانسو روپیہ کا نوٹ بھیج دیں۔ مَیں بہت گھبرایا کہ ہم تو بارہ سو کے مقروض ہو کر نکلے تھے اور یہ تو پانسو ہی دیتے ہیں۔ شائد یہ وہ جگہ نہیں جہاں ہمیں جانا ہے۔ خیر مَیں نے وہ نوٹ تو اُس ہندو کو بھجوادیا اور گھر میں لکھا کہ آپ مطمئن رہیں۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد منشی صاحب نے سات سو روپیہ اور دیا۔ اور مجھ سے کہا کہ جس طرح ممکن ہو آپ بھوپال تک چلیں۔ مَیں نے سمجھا کہ میرا قرضہ تو پورا ہو ہی گیا ہے اب جہاں چاہیں جاسکتے ہیں۔

(مرقاتُ الیقین فی حیاتِ نورالدین، صفحہ ۱۳۵ تا ۱۳۹)


ٹریول کی دنیا میں ایک نام

**KMAS TRAVEL**

**پی آئی اے کے منظور شدہ ایجنٹ**

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ کسی اور جگہ جانے کی ضرورت نہیں

پارکنگ، پٹرول اور وقت بچایئے۔ Kmas Travel سے دنیا بھر میں جانے کے لئے ہوائی سفر کی بکنگ کروائیں اور گھر بیٹھے ٹکٹ حاصل کریں۔ پریشانی سے بچنے کے لئے قبل از وقت بکنگ کروائیں۔

Belgium اور Swiss کے احباب بھی رابطہ کر سکتے ہیں

رابطہ: مسرور محمود + کاشف محمود

KMAS Travel Darmstadt . Germany

Tel: 06150-866391 Fax: 06150-866394

Mobile: 0170-5534658

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جیسا عشق تھا اور جو محبت تھی کوئی اور ثانی نہیں۔ حال میں بھی نہیں، نہ اس زمانے میں تھا، آخر زمانے تک، آخرین کا زمانہ بھی ختم ہوگا مگر حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ جیسا عشق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور کسی کا ہونا ممکن نہیں۔ بہت ہی عشق اور لاڈ کا مقام حاصل کیا تھا آپ نے۔ کبھی بہت ہی پیار سے 'ہمارا مرزا' کہہ دیا کرتے تھے۔ کبھی پورا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے حیرت انگیز القابات سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کیا کرتے تھے۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جس قدر آدمی ہیں سب کو حضور علیہ السلام سے اپنے اپنے طریق پر محبت تھی مگر جس قدر ادب و محبت حضور سے حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کو تھی اس کی نظیر تلاش کرنی مشکل ہے۔ چنانچہ ایک دن مَیں حضرت مولوی صاحب کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں ذکر ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی دوست کو اپنی لڑکی کا رشتہ کسی احمدی سے کر دینے کے لئے فرمایا۔ مگر وہ دوست راضی نہ ہوا۔ اتفاقاً اس وقت مرحومہ امۃ الحیٔ صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی جو اس وقت بہت چھوٹی تھیں کھیلتی ہوئی سامنے آگئیں۔ حضرت مولوی صاحب اس دوست کا ذکر سن کر جوش سے فرمانے لگے کہ "مجھے تو اگر مرزا کہے کہ اپنی لڑکی کو نہالی کے لڑکے کو دے دو تو مَیں بغیر کسی انقباض کے فوراً دے دوں گا"۔ اب نہالی وہاں جمعدارنی تھی۔ تو اندازہ کریں کہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے عشق کا کیا عالم تھا۔ مجھے تو اگر مرزا کہے کہ اپنی بیٹی کو نہالی کے سپرد کر دوں تو مَیں وہ بھی کر دوں گا۔ پھر میر صاحب لکھتے ہیں کہ اب "نتیجہ دیکھ لو کہ بالآخر وہی لڑکی حضور علیہ السلام کی بہو بنی اور اس شخص کی زوجیت میں آئی جو خود حضرت مسیح موعودؑ کا حسن و احسان میں نظیر ہے"۔ (حیات نور صفحہ ۱۸۸۔۱۸۹)

جناب محمد صدیق صاحب آف میانی فرماتے ہیں کہ "ایک دفعہ جب آپؓ مَطب میں بیٹھے تھے، اردگرد لوگوں کا حلقہ تھا، ایک شخص نے آکر کہا کہ مولوی صاحب! حضورؑ یاد فرماتے ہیں۔ یہ سنتے ہی اس طرح گھبراہٹ کے ساتھ اٹھے کہ پگڑی باندھتے جاتے تھے اور جوتا گھسیٹتے جاتے تھے۔ گویا دل میں یہ تھا کہ حضورؑ کے حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو۔

پھر جب خلیفہ ہو گئے تو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "تم جانتے ہو نورالدین کا یہاں ایک معشوق ہوتا تھا جسے مرزا کہتے تھے۔ نورالدین اس کے پیچھے یوں دیوانہ وار پھرا کرتا تھا کہ اسے اپنے جوتے اور پگڑی کا بھی ہوش نہیں ہوا کرتا تھا"۔ (حیات نور۔ صفحہ ۱۸۹)

ماسٹر اللہ دتا صاحب سیالکوٹی کا بیان ہے کہ:

"۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء کا واقعہ ہے کہ مَیں دارالامان میں موجود تھا۔ ان دنوں ایک نواب صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں علاج کے لئے آئے ہوئے تھے جن کے لئے ایک الگ مکان تھا۔ ایک دن نواب صاحب کے اہلکار حضرت مولوی صاحب کے پاس آئے جن میں ایک مسلمان اور ایک سکھ تھا اور عرض کیا کہ نواب صاحب کے علاقہ میں لاٹ صاحب آنے والے ہیں۔ آپ ان لوگوں کے تعلقات جانتے ہیں اس لئے نواب صاحب کا منشاء ہے کہ آپ ان کے ہمراہ وہاں تشریف لے جائیں۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ مَیں اپنی جان کا مالک نہیں۔ میرا ایک آقا ہے۔ اگر وہ مجھے بھیج دے تو مجھے کیا انکار ہے۔ پھر ظہر کے وقت وہ اہلکار مسجد میں بیٹھ گئے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے تو انہوں نے اپنا مدعا بیان کیا۔ حضورؑ نے فرمایا: اس میں شک نہیں کہ اگر ہم مولوی صاحب کو آگ میں کودنے یا پانی میں چھلانگ لگانے کے لئے کہیں تو وہ انکار نہ کریں گے لیکن مولوی صاحب کے وجود سے یہاں ہزاروں لوگوں کو ہر وقت فیض پہنچتا ہے۔ قرآن و حدیث کا درس دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ سینکڑوں بیماروں کا ہر روز علاج کرتے ہیں۔ ایک دنیاداری کے کام کے لئے ہم اتنا فیض بند نہیں کر سکتے۔

اس دن جب عصر کے بعد درس قرآن مجید دینے لگے تو خوشی کی وجہ سے منہ سے الفاظ نہ نکلتے تھے۔ فرمایا "مجھے آج اس قدر خوشی ہے کہ بولنا محال ہے اور وہ یہ کہ مَیں ہر وقت اس کوشش میں لگا رہتا ہوں کہ میرا آقا مجھ سے خوش ہو جائے۔ آج میرے لئے کس قدر خوشی کا مقام ہے کہ میرے آقا نے میری نسبت اس قسم کا خیال ظاہر کیا ہے کہ اگر نورالدین کو آگ میں جلائیں یا پانی میں ڈبو دیں تو پھر بھی وہ انکار نہیں کرے گا"۔ (حیات نور صفحہ ۱۸۷۔۱۸۸)

اطاعتِ امام کی ایک اور نادر مثال۔ ۲۲؍اکتوبر ۱۹۰۵ء کو حضرت اقدس، اُمّ المومنینؓ کو آپ کے خویش و اقارب سے ملانے کے لئے دہلی تشریف لے گئے۔ ابھی دہلی پہنچے چند ہی دن ہوئے تھے کہ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ بیمار ہو گئے۔ اس پر حضور کو خیال آیا کہ اگر مولوی نورالدین صاحب کو بھی دہلی بلا لیا جائے تو بہتر ہوگا۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب کو تار دلوا دیا جس میں یہ الفاظ تھے کہ "Reach Immedialely" کہ فوری طور پر پہنچو۔ اب Immediate کا جو ترجمہ پیش کیا گیا وہ یہ تھا کہ بلا توقف یہاں آجاؤ۔ جب یہ تار قادیان پہنچا تو حضرت مولوی صاحب اپنے مَطب میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس خیال سے کہ حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو۔ اسی حالت میں فوراً چل پڑے۔ نہ گھر گئے، نہ لباس لیا، نہ بستر لیا۔ اور لطف یہ ہے کہ ریل کا کرایہ بھی پاس نہ تھا۔ گھر والوں کو پتہ چلا تو انہوں نے پیچھے سے ایک آدمی کے ہاتھ کمبل بھجوا دیا مگر خرچ بھجوانے کا انہیں بھی خیال نہ آیا اور ممکن ہے گھر میں اتنا روپیہ ہو بھی نہ۔ جب آپ بٹالہ پہنچے تو ایک متمول ہندو رئیس نے جو گویا آپ کی انتظار ہی کر رہا تھا عرض کی کہ میری بیوی بیمار ہے مہربانی فرما کر اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیجئے۔ فرمایا میں نے اس گاڑی پر دہلی جانا ہے۔ اس رئیس نے کہا کہ میں اپنی بیوی کو یہاں ہی لے آتا ہوں۔ چنانچہ وہ لے آیا۔ آپ نے اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیا۔ وہ ہندو چپکے سے دہلی کا ٹکٹ خرید لایا اور ایک معقول رقم بطور نذرانہ بھی پیش کی۔ اور اس طرح سے آپ دہلی پہنچ کر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

(حیات نور صفحہ ۲۸۵،۲۸۶)

ایک روایت ہے کہ آپ نے بھیرہ پہنچ کر ایک بہت بڑے پیمانہ پر شفاخانہ کھولنے کا ارادہ فرمایا اور اس کے لئے ایک عالیشان مکان بنوانا شروع کیا۔ ابھی وہ مکان ناتمام ہی تھا کہ آپ کو کچھ سامان عمارت خریدنے کے لئے لاہور جانا پڑا۔ لاہور پہنچ کر جی چاہا کہ قادیان نزدیک ہے حضرت اقدس سے ملاقات بھی کر لیں۔ مگر چونکہ بھیرہ میں ایک بڑے پیمانہ پر تعمیر کا کام جاری تھا اس لئے بٹالہ پہنچ کر فوری واپسی کی شرط پر کرائے کا یکّہ لیا۔ جب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے تو قبل اس کے کہ آپ واپسی کی اجازت مانگتے حضور نے خود ہی دوران گفتگو میں فرمایا کہ اب تو آپ فارغ ہو گئے ہیں۔ آپ نے عرض کیا: ہاں حضور! اب تو مَیں فارغ ہی ہوں۔ وہاں سے اٹھے تو یکّے والے سے کہہ دیا کہ اب تم چلے جاؤ۔ آج اجازت لینا مناسب نہیں ہے۔ کل پرسوں اجازت لیں گے۔ اگلے روز حضرت اقدس نے فرمایا کہ مولوی صاحب! آپ کو اکیلے رہنے میں تو تکلیف ہوگی آپ اپنی ایک بیوی کو یہاں بلوا لیں۔ آپ نے حسب الارشاد بیوی کو بلانے کے لئے خط لکھ دیا۔ اور یہ بھی لکھ دیا کہ ابھی میں شاید جلد نہ آسکوں اس لئے سردست عمارت کا کام بند کر دیا جائے۔ جب آپ کی بیوی آئیں تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ آپ کو کتابوں کا بڑا شوق ہے لہذا آپ اپنا کتب خانہ بھی منگوا لیں۔ تھوڑے دنوں کے بعد فرمایا کہ دوسری بیوی آپ کی مزاج شناس اور پرانی ہے آپ اس کو ضرور بلا لیں.......... پھر ایک موقع پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ مولوی صاحب! اب آپ اپنے وطن بھیرہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ حضرت مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مَیں دل میں بہت ڈرا کہ یہ تو ہو سکتا ہے کہ مَیں وہاں کبھی نہ جاؤں مگر یہ کس طرح ہوگا کہ میرے دل میں بھی بھیرہ کا خیال تک نہ آوے مگر آپ فرماتے ہیں کہ: "خدا تعالیٰ کے بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں۔ میرے واہمہ اور خواب میں بھی مجھے وطن کا خیال نہ آیا۔ پھر تو ہم قادیان کے ہو گئے"۔

حضرت ماسٹر عبدالرؤف صاحب بھیروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ بھیرہ کے کسی رئیس نے آپ کی خدمت میں چٹھی لکھی کہ مَیں بیمار ہوں اور آپ ہمارے خاندانی طبیب ہیں مہربانی فرما کر بھیرہ تشریف لا کر مجھے دیکھ جائیں۔ آپ نے اس رئیس کو لکھا کہ مَیں بھیرہ سے ہجرت کر چکا ہوں اور اب حضرت مرزا صاحب کی اجازت کے بغیر قادیان سے باہر کہیں نہیں جاتا۔ آپ کو اگر میری ضرورت ہے تو حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں لکھو۔ چنانچہ اس رئیس نے حضرت اقدس کی خدمت میں لکھا۔ حضور نے فرمایا: مولوی صاحب! آپ بھیرہ جا کر اس رئیس کو دیکھ آئیں۔ جب آپ بھیرہ پہنچے تو اس رئیس کا مکان بھیرہ کے اردگرد جو گول سڑک ہے اس پر تھا۔ اسے آپ نے دیکھا اور نسخہ تجویز فرما کر فوراً واپس تشریف لے آئے۔ یعنی بھیرہ کے باہر باہر ہی اس مریض کا گھر تھا جس کو آپ نے دیکھنا تھا۔ وہاں سے آپ چھوڑ کر بھیرہ میں داخل ہی نہیں ہوئے، نہ اپنے زیر تعمیر مکان کی طرف دیکھا، نہ عزیزوں سے ملاقات کی، نہ دوستوں سے ملے بلکہ جس غرض کے لئے حضرت اقدس نے آپ کو بھیجا تھا جب وہ غرض پوری ہو گئی تو فوراً واپس تشریف لے آئے۔ (حیات نور صفحہ ۱۸۵ تا ۱۸۷)

ایک روایت حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ "ایک مرتبہ ایک ہندو بٹالہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری اہلیہ سخت بیمار ہے ازراہ نوازش بٹالہ چل کر اسے دیکھ لیں۔ آپ نے فرمایا حضرت مرزا صاحب سے اجازت حاصل کرو۔ اس نے حضرت کی خدمت میں درخواست کی۔ حضور علیہ السلام نے اجازت دی۔ بعد نماز عصر جب حضرت مولوی صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ امید ہے آپ آج ہی واپس آجائیں گے۔ عرض کی: بہت اچھا۔ بٹالہ پہنچے، مریضہ کو دیکھا۔ واپسی کا ارادہ کیا مگر بارش اس قدر ہوئی کہ جل تھل ایک ہو گئے۔ ان لوگوں نے عرض کی کہ حضرت! راستے میں چوروں اور ڈاکوؤں کا بھی خطرہ ہے۔ پھر بارش اس قدر زور سے ہوئی ہے کہ واپس پہنچنا مشکل ہے۔ کئی مقامات پر پیدل پانی میں سے گزرنا پڑے گا۔ مگر آپ نے فرمایا خواہ کچھ ہو۔ سواری کا انتظام بھی ہو یا نہ ہو، مَیں پیدل چل کر بھی قادیان ضرور پہنچوں گا کیونکہ میرے آقا کا ارشاد یہی ہے کہ آج ہی مجھے واپس قادیان پہنچنا ہے۔ خیر یکہ کا انتظام ہو گیا اور آپ چل پڑے مگر بارش کی وجہ سے راستہ

میں کئی مقامات پر اس قدر پانی جمع ہو چکا تھا کہ آپ کو پیدل وہ پانی عبور کرنا پڑا۔ کانٹوں سے آپ کے پاؤں زخمی ہو گئے مگر قادیان پہنچ گئے اور فجر کی نماز کے وقت مسجد مبارک میں حاضر ہو گئے۔ حضرت اقدس نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ کیا مولوی صاحب رات بٹالہ سے واپس تشریف لے آئے تھے"۔ قبل اس کے کہ کوئی اور جواب دیتا آپ فوراً آگے بڑھے اور عرض کی: "حضور! مَیں واپس آ گیا تھا"۔ یہ بالکل نہیں کہا کہ حضور! رات شدت کی بارش تھی، اکثر جگہ پیدل چلنے کی وجہ سے میرے پاؤں زخمی ہو چکے ہیں۔ اور میں سخت تکلیف اٹھا کر واپس پہنچا ہوں۔ بہر حال اپنی تکالیف کا ذکر تک نہیں کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کی پیروی میں واپس قادیان آ گئے۔

(حیات نور صفحہ ۱۹۰۔۱۹۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انکساری کس درجہ کی تھی۔ اس کے متعلق حضرت ڈاکٹر ظفر حسن صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

"حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد سعادت میں ایک دفعہ بعض مخالفین نے اعتراض کیا کہ مرزا صاحب اسلام کی ترقی اور تبلیغی وسعت کے متعلق تو بہت بلند بانگ دعوے کرتے ہیں لیکن آپ نے کچھ مسلمانوں کو اکٹھا کر کے اپنی جماعت کی شیرازہ بندی کر لی۔ اگر غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کرنے کا کام کرتے تو آپ کی سچائی کے متعلق غور کیا جا سکتا تھا۔ جب اس جہت سے کوئی کام نظر نہیں آتا تو بلا ثبوت دعاوی پر کون ایمان لا سکتا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اس اعتراض کا جواب دینے کے لئے حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ ایک فہرست اُن غیر مسلموں کی بھی تیار کی جائے جو ہمارے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں۔

چنانچہ حسب الارشاد حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک فہرست تیار کی، اب یہ ہے پڑھنے کا خاص مقام، جس میں کچھ اس قسم کے کوائف درج فرمائے:۔ موجودہ اسلامی نام، سابقہ نام، ولدیت، قوم، سابقہ سکونت وغیرہ۔

جب آپؓ نے یہ فہرست تیار کی تو سرِ فہرست اپنا نام درج فرمایا۔ جو غیر مسلموں سے مسلمان ہوئے ہیں ان میں سب سے پہلے اپنا نام لکھا:۔

موجودہ نام: نورالدین　　سابقہ نام: نورالدین　　ولدیت: مولوی غلام رسول

قوم: قریشی

سابقہ سکونت: بھیرہ ضلع شاہپور وغیرہ

آپؓ کے نام کا پہلے نمبر پر اندراج دیکھ کر بعض احباب نے عرض کیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تو نو مسلموں کی فہرست تیار کرنے کا ارشاد فرمایا تھا اور آپ نے سرِ فہرست اپنا نام درج کر دیا ہے۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے بڑے جوش سے فرمایا کہ مجھے حقیقی اور اصل اسلام کا شرف تو حضرت اقدس علیہ السلام کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوا ہے اس لئے مَیں نے اپنا نام بھی اس فہرست میں درج کر دیا ہے"۔ (حیات نور صفحہ ۳۰۳ تا ۳۰۴)

اپنی خلافت کے بارہ میں بہت مستحکم یقین تھا اور اس کے بہت سے واقعات گزر چکے ہیں۔ پہلے بعض خطبوں میں بیان بھی کر چکا ہوں۔ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح اول نے مخالفین خلافت کو زیر کر دیا اور جب ان کی شرارتوں کا علم ہوتا رہا تو بعض دفعہ آپ نے مسجد میں کھڑے ہو کر ایسی زوردار تقریر کی کہ اس کے نتیجہ میں ان منافقین کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں اور ایک راوی نے روایت کی ہے کہ ایسی چیخم چہاڑ پڑی، اتنے زور شور سے وہ لوگ روتے تھے کہ لگتا تھا کہ چھت پھٹ جائے گی۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے فرمایا کہ تم اس وقت میرے عہد بیعت سے نکل چکے ہو۔ اب جو چاہے دوبارہ عہد بیعت کرے۔ چنانچہ پھر اس مسجد میں خاص موقعہ کی بیعت لی گئی جس میں دوسرے جو بھی مسلمان پہلے سے بیعت میں داخل تھے وہ بھی شامل ہوئے۔ مگر وہ ایک خاص منظر تھا جو خلافت کی حفاظت کے تعلق میں وہاں لوگوں نے دیکھا۔ مولوی محمد علی صاحب، مولوی صدرالدین صاحب وغیرہ وغیرہ بہت سے لوگ جو بعد میں غیر مبایع ہو گئے وہ بھی اس مجلس میں موجود تھے اور دراصل وہی مخاطب تھے۔ فرماتے ہیں:

"خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے مَیں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب میں اس کُرتے کو ہرگز نہیں اتار سکتا۔ اگر سارا جہان اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو مَیں تمہاری بالکل پرواہ نہیں کرتا اور نہ کروں گا"۔ (حیات نور صفحہ ۳۹۰)

# سوال وجواب

سوال: قرآن مجید میں جو رکوع لگائے گئے ہیں یہ کس زمانہ میں لگائے گئے ہیں، ان کا لگانے والا کون ہے اور ان سے کیا غرض مد نظر رکھی گئی ہے۔ رکوع ان کا نام کیوں رکھا گیا۔ رکوع کے مشہور و متعارف معنے سے اس بدعت کو کیا تعلق۔ اگر یہ فعل صحابہ و تابعین کا ہے تو حدیثوں میں اس کا ذکر کیوں نہیں۔ بعض قرآنوں میں جو وقف نبی، وقف جبریل، وقف منزل، وقف غُفران وغیرہ مہمل الفاظ لکھے ہیں ان کے معنے کیا ہیں۔ وقف نبی اور وقف جبریل میں تضاد کیسا۔ معاذ اللہ جبریل نبی کے یا نبی جبریل کے مخالف تھے جو اپنا اپنا قلعہ علیحدہ بتاتے تھے؟

جواب۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام قرآن شریف کو نماز میں پڑھ کر خود سنایا ہے اور جہاں جہاں آپ سے رکوع کرنا بلا کسی خاص ضرورت کے ثابت ہوا ہے اس پر بطور یادگار کے رکوع کا نشان قرآن مجید کے اصل متن سے باہر لگا دیا گیا ہے۔ یہ اعتراض کہ "اگر یہ فعل صحابہ و تابعین کا ہے تو حدیثوں میں اس کا ذکر کیوں نہیں؟" صحیح معلوم نہیں ہوتا کیونکہ احادیث کا فن اور علم بالکل جدا ہے اور علم قراءت کا فن علیحدہ ہے۔ آپ کو مزید تحقیق کی ضرورت ہو تو آپ کتاب "منار الھدیٰ فی بیان الوقف والابتداء" کو ملاحظہ فرماویں۔

اس محوّلہ بالا کتاب کے صفحہ ۳ میں لکھا ہے کہ وقال عَلیٌّ کرّم اللّٰہ وجہَہ فی قولہ تعالیٰ وَرَتِّلِ الْقُرآن تَرْتِیْلا. اَلتَّرتِیل تَجوِیدُ الحُرُوفِ وَ مَعْرِفَۃُ الْوُقُوْفِ ۔ اس کا ترجمہ یہ ہے اور کہا علی کرم اللہ وجہہ نے اللہ تعالیٰ کے قول میں وَرَتِّلِ الْقُرآن تَرْتِیْلا ۔ اَلتَّرتِیْل کے معنے ہیں حروف سنوار اور درست کر کے پڑھنا اور وقفوں کو پہچاننا۔ اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ وَقَال ابْنُ الْاَنْبَارِی مِنْ تَمَامِ مَعْرِفَۃِ الْقُرْآنِ اَلْوَقْفُ وَالْاِبْتَدَاء اِذ لَا یتاتی لِاَحَدٍ مَعَانِی الْقُرْآنِ اِلَّا بِمَعْرِفَۃِ الْفَوَاصِلِ فَھٰذَا اَوَّلُ دَلِیْلٍ عَلَی وُجُوْبِ تَعَلُّمِہٖ و تعلیمہ۔ یعنی اور ابن انباری نے کہا قرآن شریف کی اعلیٰ معرفت اس کو حاصل ہوتی ہے جو جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرنا ہے اور کہاں سے شروع کرنا ہے۔ کیونکہ قرآن شریف کے معانی کی معرفت ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی جب تک اس کے فاصلوں اور فرق کو اچھی طرح سے نہ سمجھ لیا جاوے۔ اور یہی ایک بڑی دلیل ہے کہ یہ علم پڑھنا اور پڑھانا واجب ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۵ میں لکھا ہے: قَالَ السَّخَاوِیْ وَیَنْبَغِیْ لِلْقَارِی اَنْ یَتَعَلَّمَ وَقف جِبْرِیْل فَاِنَّہٗ کَانَ یَقِفُ فِی سُوْرَۃِ اٰلِ عِمْرَانَ عِنْدَ قَوْلِہٖ قُلْ صَدَقَ اللّٰہُ وَالنَّبِی ﷺ یَتبعہ وَکَانَ النَّبِی ﷺ یقفُ فِی سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃ عِنْدَ قَولِہٖ فَاسْتَبِقُوْا الْخَیْرَات. وَفِی سُوْرَۃِ الْمَائِدَۃ عِنْدَ قَوْلِہٖ سُبْحَانَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِی بِحَقّ. وَکَانَ یَقِفُ قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِی اَدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ یَبْتَدِی عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِی وَکَانَ یَقِف کَذٰلِکَ یَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ. ثُمَّ یبتدی لِلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّھِمُ الْحُسْنٰی وَکَانَ یَقِفُ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَھَا ثُمَّ یبتدی لَکُمْ فِیْھَا دِفْءٌ وَکَانَ یَقِف ثُمَّ اَدْبَرَ یَسْعٰی فَحَشَر ثُم یبتدی فَنَادَی فَقَالَ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی وَکَانَ یقف لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌمِّنْ اَلْفِ شَھْر. ثُمَّ یبتدی تَنَزَّلُ الْمَلٰئِکَۃُ فَکَانَ ﷺ یَتَعَمَّدَ الْوَقْفُ عَلٰی تِلْکَ الْوُقُوف وَغَالِبھا لَیْسَ رَاس اٰیَۃ وَمَا ذٰلِکَ اِلَّا بِعِلْمٍ لَّدُنِی عِلمہ مِنْ علمہ وَجَھلہ مِنْ جَھلہ فَاتِبَاعہ سُنۃ فِی جَمِیْعِ اَقْوَالِہٖ وَاَفْعَالِہٖ۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ قاری قرآن مجید کو وقف جبریل ضرور سیکھنا چاہئے۔ حضرت جبریل قُلْ صَدَقَ اللّٰہُ پر وقف کیا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ آپ کی اتباع کیا کرتے تھے۔ اس تمام عربی عبارت میں یہ گن کر بتا دیا گیا ہے کہ کس کس مقام پر آنحضرت ﷺ وقف کیا کرتے تھے اور کہاں سے آپ شروع کیا کرتے تھے۔ آخر میں امام سخاوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جان بوجھ کر ان وقفوں پر وقف کیا کرتے تھے۔ اور غالباً یہ ایسے وقف ہیں کہ یہ آیت کے سرے نہیں ہیں یعنی آیت ان سے شروع اور نیز ختم نہیں ہوتی بلکہ یہ وقف وسط آیت میں واقع ہوئے ہیں۔ اور ان وقفوں کا آپ کو اللہ جلشانہ کی طرف سے خاص علم بخشا گیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے ﴿فَاِذَا قَرَاْنَاہُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ ۔ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنا بَیَانَہ﴾ یعنی جب ہم قرآن کو پڑھیں اس ہمارے پڑھنے کی تم اتباع کیا کرو پھر تحقیق ہم پر ہے اس کا بیان کر دینا۔ پس آپ کی اتباع کرنا عین سنت اور اسوہ حسنہ ہے۔ آپ کے تمام اقوال اور افعال میں اتباع کرنی بہت ضروری اور لابدی امر ہے۔ وقف منزل کے لئے درۃ الفرید ملاحظہ ہو۔

قرآن کریم کے عجائبات میں تدبر کرنا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا کام بھی ہے اور نبی کریم ﷺ کا کام بھی ہے۔ بعض وقت آیات مغفرت کے ذکر میں نبی کریم ﷺ مغفرت کے لئے دعائیں شروع کر دیا کرتے تھے۔ جہاں کہیں نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل کو وقف کرتے دیکھا اس کا نام وقف جبرئیل ہے اور جہاں آپ کو قُرّاء نے وقف کرتے دیکھا اس کا نام وقف نبی ﷺ ہے اور جہاں آپؐ نے مغفرت کے لئے دعائیں مانگی ہیں وہاں وقف غفران لکھا گیا ہے۔

(ریویو آف ریلیجنز (اردو) مئی ۱۹۰۸ء۔ جلد ۵ صفحۃ ۱۷۷۔۱۸۰)

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

# جماعت احمدیہ گنّی بساؤ (مغربی افریقہ) کا
# تیسرا جلسہ سالانہ

(رپورٹ: رشید احمد طیب، مبلغ سلسلہ گنی بساؤ)

کسی بھی ملک میں اسلام کی نشرواشاعت کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے کی جانے والی جملہ کاوشوں کو اگر ستاروں سے تشبیہ دی جائے تو اس ملک میں جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ لازماً چودھویں کا چاند کہلانے کا حق دار ہے۔ جو ایک طرف اس ملک میں ہونے والی سال بھر کی جماعتی جدوجہد اور ترقیات کا عکس پیش کرتا ہے تو دوسری طرف احباب جماعت کی تعلیم و تربیت اور عام لوگوں کو دین حق یعنی اسلام کی طرف بلانے کا ایک بہترین ذریعہ بھی ہے۔

جماعت احمدیہ گنّی بساؤ نے مورخہ ۲۶؍، ۲۷؍ اور ۲۸؍ جنوری ۲۰۰۱ء کو اس ملک میں قائم ہونے والی سب سے پہلی جماعت "فریم" (Farim) میں تعمیر شدہ گنی بساؤ کی سب سے پہلی احمدیہ مسجد میں اپنے تیسرے جلسہ سالانہ کے انعقاد کی توفیق پائی۔ اس جلسہ کی رپورٹ قارئین کی خدمت میں دعا کی درخواست کے ساتھ پیش ہے۔

## تیاری جلسہ:

یوں تو ذہنی طور پر جملہ احباب جماعت عموماً اور جماعت احمدیہ "فریم" (Farim) کے احباب خصوصاً ایک لمبا عرصہ پہلے سے ہی جلسہ سالانہ کے لئے تیار ہونا شروع ہو جاتے ہیں، لیکن یہ تیاریاں جلسہ کے انعقاد سے ایک ماہ قبل باقاعدہ زور شور سے شروع ہو گئیں۔ جب امیر صاحب گنی بساؤ مکرم حمیداللہ ظفر صاحب کی جانب سے جلسہ کی تاریخوں کا اعلان ہو گیا۔ اور پھر تاریخ انعقاد سے ایک ہفتہ قبل مکرم امیر صاحب نے دارالحکومت "بساؤ" سے "فریم" آکر احباب جماعت کے ساتھ جلسہ کے جملہ انتظامات کے سلسلہ میں میٹنگ کی اور ڈیوٹیوں کی تفصیلات سے احباب کو آگاہ کیا تو باقاعدہ ایک نظام کے ساتھ جلسے کی تیاریوں کا آغاز ہو گیا۔

## شعبہ جلسہ گاہ:

شعبہ جلسہ گاہ کے کارکنان نے جماعت فریم کے صدر اور افسر جلسہ سالانہ مکرم ابراہیم ڈفے (Dafe) (جو کہ قومی پارلیمنٹ کے ممبر بھی ہیں) کی قیادت میں دن رات محنت کر کے مسجد اور اس کے صحن اور آس پاس کو صاف کر کے چھڑکاؤ وغیرہ کیا اور جلسہ گاہ، کھانا کھلانے کا وسیع ہال اور کھانا پکانے کا ہال، لکڑیوں اور سرکیوں وغیرہ کی مدد سے سایہ دار بنایا۔

## شعبہ تزئین و آرائش:

اس شعبہ نے حال ہی میں پاکستان سے تشریف لانے والے ڈاکٹر مکرم مبارک احمد صاحب آغا اور مبلغ سلسلہ مکرم فضل احمد صاحب مجوکہ کی کئی دنوں کی محنت اور کوششوں سے بڑے بڑے خوبصورت بینرز، جھنڈیاں اور آرائشی قمقموں کی لڑیاں تیار کر کے مسجد اور جلسہ گاہ کو صحیح معنوں میں جماعتی روایات کے مطابق ایک غریب دلہن کی طرح سجایا۔

جلسہ سالانہ گنی بساؤ کے موقع پر ایک بچہ جس نے آٹھ ماہ کے اندر قرآن کریم مکمل کرنے کی توفیق پائی

مکرم ناصر احمد صاحب کاہلوں، مبلغ سلسلہ نے مقامی معلمین کی مدد سے مہمانوازی کے لئے مختلف دیہات میں جاکر گائیاں اور بکرے وغیرہ خریدنے کا بندوبست کیا۔ نیز دیگر اشیاء خوردونوش وغیرہ مہیا کیں۔

## آمد شرکاء:

جلسہ میں شرکت کے لئے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ تاریخ انعقاد سے دو روز قبل شروع ہو گیا جب ملک کے جنوبی ریجن سے قریباً چار سو کلو میٹر کا فاصلہ طے کر کے ۸۶۔ افراد کا قافلہ جو کہ احمدی و غیر احمدی مرد و زن پر مشتمل تھا فریم پہنچا۔

ملک میں ناقص نظام ٹرانسپورٹ کی وجہ سے جماعت نے گزشتہ سال ایک ٹرک خرید لیا تھا جو جلسہ سالانہ کے شرکاء کو لانے اور واپس پہنچانے کے کام میں مصروف رہا۔ قریبی دیہات سے حاضرین کی ایک بھاری تعداد پیدل، سائیکلوں اور پبلک ٹرانسپورٹ کے ذریعہ جلسہ میں شرکت کے لئے پہنچے۔ ہمسایہ ملک گیمبیا سے مکرم عثمان باہ صاحب مشنری انچارج گیمبیا کی قیادت میں چھ افراد کا وفد۔ اور سینیگال سے مکرم عمر سعیدی صاحب معلم کی قیادت میں آٹھ افراد کا وفد بھی جلسہ میں شرکت کے لئے پہنچا۔

گنی بساؤ کے تیسرے سالانہ جلسہ منعقدہ ۲۰۰۱ء میں حاضرین جلسہ

## افتتاح:

مورخہ ۲۶؍ جنوری بروز جمعۃ المبارک نماز جمعہ کی ادائیگی سے اس جلسہ کا آغاز ہوا۔ معاً بعد باضابطہ افتتاحی تقریب مکرم امیر صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی ریجن ووئی (Voi) کے گورنر تھے۔ دیگر اہم شخصیات میں بافاٹا ریجن کے گورنر کے نمائندہ خصوصی، کیتھولک چرچ کے پادری، پولیس کمانڈنٹ ووئی ریجن، چار ممبران پارلیمنٹ اور چار مختلف سیکٹرز کے ایڈمنسٹریٹر شامل تھے۔

تلاوت قرآن کریم سے تقریب کا آغاز ہوا جو کہ لوکل معلم نے کی۔ بعدہ معلم حسن دین صاحب نے پرتگیزی زبان میں ان آیات کا ترجمہ پیش کیا۔ اور نواحمدی دوست مکرم عبداللہ جالو صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی ایک بابرکت تحریر کا پرتگیزی ترجمہ پڑھ کر سنایا جس میں آپ نے جلسہ سالانہ کی برکات اور شامل ہونے والوں کے لئے روح پرور دعائیں کی ہیں۔

مکرم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب میں جلسہ سالانہ کی اہمیت بیان کی اور مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور جماعت کا مختصر تعارف پیش کیا۔ بعدہ مہمان خصوصی نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ گنی بساؤ کی خدمات کو سراہا اور مبارکباد پیش کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ کی افتتاحی تقریب ختم ہوئی۔

## دوسرا اجلاس:

پہلے دن کا دوسرا اجلاس نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد محترم امیر صاحب کی زیر صدارت شروع ہوا جس میں مہمان خصوصی سابق وزیر و ممبر پارلیمنٹ جناب الحاج مالم مانے (Alhaj Malam Mane) تھے۔

تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ کے بعد مکرم امیر صاحب نے سیرۃ النبیؐ کے مختلف پہلوؤں پر مشتمل خطاب کیا۔ مہمان خصوصی نے اپنے خطاب میں جماعت سے اپنا تعلق اور پھر ابتدائی ایام کی کیفیات خلوص اور عقیدت سے بیان کیں۔ اور جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ اس کی بدولت ہمیں اسلام کی حقیقت سے آگاہی ہوئی۔ یاد رہے کہ موصوف ملک کے ایسے سیاستدان ہیں جن کو بہت احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اجتماعی دعا کے ساتھ اس کارروائی کا اختتام ہوا۔

## دوسرا دن:

دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا جس میں سو فیصد حاضرین نے شرکت کی۔ دوسرے دن کا پہلا اجلاس مکرم امیر صاحب کی صدارت میں شروع ہوا جس میں مہمان خصوصی مکرم عثمان باہ صاحب مشنری انچارج گیمبیا تھے۔

تلاوت و نظم اور ترجمہ کے بعد تین تقاریر ہوئیں پہلی تقریر مکرم فضل احمد صاحب مجوکہ نے 'حضرت مسیح موعودؑ کا عشق رسول' کے موضوع پر کی۔ بعدہ مکرم ناصر احمد صاحب کاہلوں نے "انفاق فی سبیل اللہ" اور لوکل معلم ابوبکر انجاء نے "جماعت احمدیہ کے تعارف" پر تقاریر کیں۔

ان تقاریر کے بعد مختلف علاقوں سے آئے ہوئے نومبایعین نے باری باری سٹیج پر آکر "میں نے احمدیت کیوں قبول کی" کے زیر عنوان اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

## دوسرا اجلاس:

نماز ظہر و عصر کے بعد پانچ بجے سہ پہر دوسرے اجلاس کی کارروائی مکرم امیر صاحب کی زیر صدارت شروع ہوئی جس میں مہمان خصوصی ممبر آف پارلیمنٹ مکرم انتونیو سانع (Antonio Sane) تھے۔ یہ اجلاس ان بچوں اور احباب کی تقریب آمین ختم قرآن پر مشتمل تھا جنہوں نے ملک کے مختلف حصوں میں قرآن کریم مکمل کیا تھا۔ امسال خداتعالیٰ کے فضل سے ۲ خواتین خانہ داری، ۴ نوجوان لجنات اور ۸ خدام سمیت اکیاون (۵۱) طلباء نے قرآن کریم ایک سال کے اندر پڑھا۔ اور مخالفین کے اس پروپیگنڈہ کو جھوٹ ثابت کیا کہ جماعت احمدیہ کا قرآن سے کوئی تعلق نہیں۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا

جس کے بعد بچوں نے 'ہے دست قبلہ نما لا الہ الا اللہ' خوش الحانی سے سنایا۔ مکرم امیر صاحب نے قرآن کریم پڑھنے والوں کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے حاضرین کو قرآن کریم پڑھنے اور پھر اس پر تدبر کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور دعا کے ساتھ اس کارروائی کا اختتام ہوا۔

### اختتامی اجلاس :

دوسرے دن کا اختتامی اجلاس نماز مغرب و عشاء کے بعد مکرم امیر صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس کے مہمان خصوصی بھی مکرم عثمان باہ صاحب مشنری انچارج گیمبیا تھے۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم عبداللہ اسابو صاحب نے "دور حاضر کے مسلمانوں میں رسومات بد" کے موضوع پر تقریر کی۔ اسکے بعد مکرم امیر صاحب نے تربیت اولاد اور نظام جماعت سے حقیقی وابستگی کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مہمان خصوصی مکرم عثمان باہ صاحب نے اپنے خطاب میں احباب جماعت گنی بساؤ کو مبارکباد پیش کی اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

کھانے کے وقفہ کے بعد ایک مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی جس میں مختلف قسم کے سوالات کے تشفی بخش جواب دیئے گئے۔

### تیسرا دن :

۲۸/جنوری بروز اتوار جلسہ سالانہ کے تیسرے دن کا آغاز بھی باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ بعدہ ملک کے مختلف علاقوں میں خدمت دین بجا لانے والے معلمین اور مبلغین کی ایک میٹنگ امیر صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوئی جس میں آئندہ کی حکمت عملی پر غور کیا گیا۔

### متفرق امور :

جلسہ سالانہ کی کارروائی ملک کی عوامی زبان کریول میں ہوتی رہی ۔ دو تقاریر عربی زبان میں ہوئیں۔ ہمارے دو مستعد معلمین مکرم عبداللہ امبالو صاحب Fula زبان میں اور مکرم ابراہیم درامے صاحب Mandinga زبان میں پورے جلسہ کے دوران تقاریر کا نہایت روانی سے ترجمانی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ

### مہمان نوازی:

جلسہ میں شرکت کے لئے آنے والوں کی رہائش عمومی طور پر تو مسجد میں ہی تھی لیکن ہمسایہ ممالک سے آنے والے مہمانوں کے لئے لوکل احباب نے اپنے گھروں کے دروازے کھول دیئے جس سے ربوہ اور قادیان کے جلسوں کی یاد تازہ ہو گئی۔ اسی طرح صدر صاحبہ لجنہ کی قیادت میں ۲۰ سے زائد خواتین نے قریباً چھ روز تک مسلسل ناشتہ اور کھانا پکانے میں مدد دی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

### طبّی سہولت:

امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے پاکستان سے وقف کر کے آنے والے ہمارے ڈاکٹر مکرم مبارک احمد صاحب آغا نے بڑی محنت سے حاضرین جلسہ کو طبی سہولیات بہم پہنچائیں۔

### بک اسٹال:

حاضرین کے لئے جماعتی لٹریچر و اہم کتب پر مبنی بک سٹال کا اہتمام بھی کیا گیا تھا جہاں مختلف کتب دستیاب تھیں۔ جلسہ کے دوران احباب اس سٹال سے بھی مستفید ہوتے رہے۔

امیر و مبلغ انچارج قرآن کریم کا دور مکمل کرنے والے بچوں میں انعامات تقسیم کر رہے ہیں

### حاضری:

امسال ملک بھر سے خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۱۶ جماعتوں سے ۱۶۰۰ احباب جلسہ میں شریک ہوئے جبکہ گزشتہ سال حاضری ۱۲۰۰ تھی۔ ہمسایہ ممالک سے بھی چودہ افراد شامل ہوئے۔

### نشرواشاعت:

ملک کے اہم وسائل نشر واشاعت نے امسال بھی اس جلسہ کی خبر اور تفصیلات شائع کیں۔ چنانچہ افتتاحی تقریب کے وقت ریڈیو نیشنل گنی بساؤ اور نیشنل ٹیلی ویژن کے نمائندے اور ملک کے دو بڑے اخبارات کے نمائندے حاضر تھے۔ انہوں نے جماعت کے تعارف پر مبنی پروگرام تیار کئے اور مکرم امیر صاحب کا انٹرویو بھی ریکارڈ کئے۔ اسی دن شام کے پروگرام میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے ہمارے جلسہ کی خبر نمایاں نشر کیں اور اخبارات نے بھی جلسہ کی تفصیلی رپورٹ دی۔ الحمد للہ علی ذالک

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے اس جلسہ کی جملہ برکات اور ثمرات حسنہ سے احباب جماعت گنی بساؤ کو متمتع فرمائے اور دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کے جملہ پروگراموں کو کامیاب سے کامیاب بناتا چلا جائے اور غلبۂ حق کو قریب تر کر دے۔

جماعت احمدیہ برطانیہ میں

# بعض دینی تقریبات کا انعقاد

(رپورٹ : بشیر الدین سامی)

## عیدالاضحیہ کے بابرکت اجتماعات

جماعت احمدیہ برطانیہ نے عیدالاضحیہ مورخہ ۶/مارچ ۲۰۰۱ء کو منائی۔ امسال برطانیہ میں پھیلی ہوئی جانوروں کی منہ کھر کی بیماری کی وجہ سے کھلی جگہوں پر اجتماع کے انعقاد پر حکومت کی احتیاطی تدابیر کے پیش نظر عید کا مرکزی اجتماع اسلام آباد کی بجائے مسجد فضل لندن میں ہوا۔ جہاں حضور انور ایدہ اللہ نے نماز عید پڑھائی اور تقریباً پون گھنٹہ احادیث نبوی ﷺ اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد فرمودہ ملفوظات کی روشنی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صدق و صفا اور قربانی کی برکات و فیوض پر مشتمل پر اثر خطبہ عید ارشاد فرمایا۔

حضور کا یہ خطبہ دنیا بھر میں ایم ٹی اے کی وساطت سے دیکھا اور سنا گیا۔

مسجد فضل لندن کے علاوہ گریٹر لندن میں ساؤتھ آل، بارکنگ، کرائیڈن، ایسٹ لندن، ہونسلو، اسلام آباد اور بیت الفتوح میں بھی بھرپور عید کے اجتماعات ہوئے ۔ لندن کے علاوہ گلاسگو، بریڈفورڈ، مانچسٹر اور برمنگھم کے علاقوں میں بھی عید کے بڑے اجتماعات ہوئے۔

☆......☆......☆......☆

## جلسہ سیرت النبی ﷺ کا انعقاد

گزشتہ کئی سالوں سے جماعت احمدیہ ہونسلو کو یہ توفیق مل رہی ہے کہ وہ جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر انتظام جلسہ سیرت النبیؐ ہیتھ لینڈ سکول میں منعقد کر رہی ہے۔ امسال بھی یہ بابرکت تقریب اسی شان اور اہتمام کے ساتھ مورخہ ۱۱/مارچ ۲۰۰۱ء کو منعقد ہوئی۔ اس تقریب کا آغاز مکرم رفیق احمد صاحب حیات، امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم منیر عودہ صاحب نے کی۔ تلاوت کے اس حصہ کا ترجمہ مکرم محمود مرزا صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے حاضرین کو خوش آمدید کہا، نیز جلسہ سیرت النبی ﷺ کے انعقاد کا پس منظر بیان کرتے ہوئے بتایا کہ جماعت احمدیہ عالمگیر نے جہاں مخالفین اسلام کی چیرہ دستیوں کے سدباب کے لئے سیرت النبی ﷺ کی اشاعت کی مہم کا آغاز کیا۔ وہاں نبی کریم ﷺ کے نام لیواؤں کو عشق رسول کے عظیم الشان جذبہ سے ایک پلیٹ فارم پر مجتمع کرنے کے لئے بھی اسی قسم کے جلسوں کا اجراء کیا اور آنحضرت ﷺ کی مقدس زندگی کے حالات اور آپ کے عالمگیر احسانات سے دنیا کو روشناس کیا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے شب و روز اس فریضہ کو سینے سے لگائے ہوئے ہے۔ اس کے بعد۔

Cl.Dvinder Sindhu ,
(Mayor of Hounslow)
Hon.John McDonell ,
(M.P.Hays & Harlington)
Mr.Michael O'Brian,
(Chief Suprintendent Police)
Dr. Vincent Cable,
(M.P.Twickenham)
Baroness Sarah Ludford
(M.E.P.)
Hon. Alan Keen,
(M.P. Feltham & Heston)

نے خطاب کرتے ہوئے باہم رواداری، یکجہتی اور سوسائٹی میں امن وسکون کی فضا پیدا کرنے پر زور دیا اور اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی مساعی کو سراہا۔

مکرم مولانا عبدالغنی جہانگیر خان صاحب، مبلغ سلسلہ نے آنحضور ﷺ کی سیرت کا مختصر الفاظ میں جامع نقشہ پیش کرتے ہوئے آپ کی بعثت سے لے کر دین اسلام کی تکمیل تک کے ادوار سے متعلق واقعات، قربانیوں اور صبر واستقامت کے نمونوں کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ یہ عظیم الشان برگزیدہ نبی جن گلیوں میں ایذارسانی کا شکار ہوا انہی گلیوں کے بسنے والے لوگوں میں الامین اور الصادق کے لقب سے یاد کیا گیا۔

مولانا جہانگیر خان صاحب کے خطاب کے بعد ہونسلو کے نوجوان بچوں نے نعت رسول کریم ﷺ کو دعا اور درد بھری آوازوں میں بسا کر خوش الحانی سے پڑھا۔

اس تقریب کے مہمان خصوصی مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد، امام مسجد فضل لندن و مبلغ انچارج برطانیہ تھے۔ آپ نے آنحضور ﷺ کی افضل اور اطہر شخصیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ اسوہ حسنہ میں ایسے کامل نمونہ تھے کہ مستشرقین بھی آپ کی فضیلت تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکے۔

مکرم امام صاحب کے اس مختصر خطاب کا مرکزی نقطہ آنحضور ﷺ کا خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان کامل تھا۔ سیرت کے اس پہلو کے حوالہ سے اس عظیم الشان برگزیدہ نبی کی متبرک زندگی میں سے خاص طور پر ہجرت کے واقعہ کا ذکر فرمایا۔

اس کے بعد Mr.Khatchatur Pilkian، پروفیسر آف میوزک نے حاضرین کی طرف سے شکریہ ادا کرتے ہوئے اس تقریب پر مبارکباد دی۔ تقریب کا اختتام دعا سے ہوا جو مکرم امام صاحب نے کروائی اور اس کے بعد سب مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

اس تقریب میں ۱۲۵ کے قریب غیر از جماعت افراد سمیت کل ۴۵۰ احباب نے شرکت کی۔

# ”آسٹریلیا کلین اپ ڈے“

## پورے آسٹریلیا میں منایا جانے والا صفائی کا سالانہ دن

(مرسلہ: قمر داؤد کھوکھر - مبلغ سلسلہ میلبورن)

آسٹریلیا ایک وسیع و عریض ملک ہے اور ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ اس کے تمام بڑے بڑے شہر ساحلوں کے ساتھ ساتھ فطرتی حسن سے آراستہ اور ظاہری صفائی کا مرقع ہیں۔ آسٹریلوی حکومت نے شہروں اور آبادیوں کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے بہت سے ایسے اچھے انتظامات کئے ہیں جن کے نتیجہ میں یہاں کے شہریوں کو صفائی اور حفظان صحت سے متعلق بہت سی سہولتیں بھی حاصل ہیں اور شہر اور گلیاں صاف ستھری بھی رہتی ہیں۔

بالعموم صفائی کا انتظام وانصرام ہر سٹی کونسل کے سپرد ہوتا ہے۔ یہاں کی کونسلیں اپنے عوام کے لئے آلودگی سے محفوظ ماحول کی فراہمی، کوڑا کرکٹ اکٹھا کرنے اور اسے ری سائنکل (Recycle) کرنے، لائبریریز کے قیام، ترقیاتی منصوبوں کی منظوری، عمارتوں، سڑکوں اور فٹ پاتھ کی تعمیر و نگرانی، پارک اور باغات، ٹریفک اور پارکنگ کنٹرول، کھیل کے میدانوں کی فراہمی اور سہولیات، کمیونٹی سنٹرز کی فراہمی اور عمر رسیدہ افراد کی دیکھ بھال جیسے امور کی ذمہ دار ٹھہرائی گئی ہیں۔

صفائی کے اعلیٰ معیار کو قائم اور برقرار رکھنے کے لئے اور کوڑا کرکٹ کو مناسب مقامات پر ڈھیر کرنے کے لئے ہر مقامی کونسل ہر گھر کے لئے تین طرح کے بن (Rubbish Bins) فراہم کرتی ہے۔ ایک بن عام کوڑے کچرے کے لئے، دوسرا بن ان چیزوں کے لئے جو کہ Recycle کی جاسکتی ہیں جیسے شیشہ، پلاسٹک، گتہ وغیرہ جبکہ تیسرا پودوں اور درختوں کی شاخوں (Garden Mulch) وغیرہ کے لئے۔

عام کوڑے کے بن ہفتہ میں ایک بار (مقررہ دن) کونسل اٹھاتی ہے جبکہ دوسرے بن دو ہفتوں کے وقفے سے اٹھائے جاتے ہیں۔ اسی طرح پبلک مقامات، شاپنگ سینٹرز، پارک اور تفریح گاہوں کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں۔ بعض مقامات تو ایسے بھی ہیں جہاں دانستہ کوڑا پھینکنے پر جرمانہ بھی کیا جاتا ہے۔ اکثر مقامات پر صفائی کے حوالہ سے لوگوں کے لئے یہ پیغام لکھا ہوتا ہے کہ "Always do the Right Thing" کہ ہمیشہ صحیح کام کیجئے۔

علاوہ ازیں مخصوص قسم کے ٹرک جس میں صفائی کرنے کے خودکار آلات (Brush & Vacume Cleaner) لگے ہوتے ہیں، سڑکوں اور گلیوں کی وقفہ وقفہ سے صفائی کرتے رہتے ہیں جس سے پورا ماحول صاف ستھرا رہتا ہے۔

اس صفائی کے عمل کو مزید آگے بڑھانے کے لئے پورے آسٹریلیا میں صفائی کا ایک خاص دن ہر سال مارچ کے پہلے اتوار کو منایا جاتا ہے جسے ”آسٹریلیا کلین اپ ڈے“ کا نام دیا گیا ہے۔ اس دن ہزاروں رضاکار اپنی خدمات پیش کرتے ہیں اور وہ جگہیں جہاں عام حالات میں صفائی ممکن نہیں ہوتی ان جگہوں سے کوڑا کرکٹ اکٹھا کر کے پورے ماحول کو مزید صاف ستھرا بنانے کی ایک بھرپور اجتماعی کوشش کی جاتی ہے۔

اس دن کے منانے کا آغاز ۱۹۸۹ء سے ہوا تھا اور اس وقت سے اب تک ہر سال باقاعدگی کے ساتھ یہ دن منایا جاتا ہے۔ اور اب یہ دن اس ملک کی اور بہت سی اچھی روایات میں سے ایک روایت کا روپ دھار چکا ہے۔

آسٹریلیا میں رضاکارانہ بنیادوں پر والنٹیرز کے ذریعہ کام کروانے کا عام دستور اور رواج ہے۔ مقامی کونسلرز، تعلیمی ادارے، لائبریریاں اور بہت سے سرکاری وغیر سرکاری ادارے (NGO's) اپنے بہت سے امور رضاکارانہ بنیادوں پر سرانجام دیتے ہیں۔ اسی طرح کلین اپ ڈے کا سارا انتظام بھی رضاکاروں کے ذریعہ ہی ہوتا ہے۔

کلین اپ ڈے کے پروگراموں میں شامل ہونے کے لئے مختلف گروپس خود کو رجسٹرڈ کرواتے ہیں۔ اگر انفرادی طور پر کوئی شامل ہونا چاہے تو اس کا آفس کسی بھی گروپ کے ساتھ انہیں شامل کر دیتا ہے۔ رجسٹریشن بھی بہت آسان ہے۔ صرف ایک فون کرنا پڑتا ہے۔ اور اس کا آفس ”کلین اپ ڈے“ سے متعلق معلومات اور رجسٹریشن فارم بھجوا دیتا ہے جسے بھر کر واپس بھیج دیا جائے تو رجسٹریشن ہو جاتی ہے۔

ہر رجسٹرڈ گروپ اپنا ایک لیڈر مقرر کرتا ہے جو ”سائٹ سپروائزر“ کہلاتا ہے جس کا کام مقامی کونسل سے رابطہ کر کے صفائی کی جگہ مقرر کروانا، کلین اَپ کے آفس سے رابطہ رکھنا، والنٹیرز کو اطلاع دینا اور مقررہ جگہ کی صفائی کے جملہ انتظامات کرنا ہوتا ہے۔

کلین اَپ ڈے کے آفس کی طرف سے مقررہ دن سے ہفتہ دو ہفتہ قبل صفائی سے متعلق ضروری اشیاء مثلاً بڑے تھیلے (Rubbish Bags) دستانے (Gloves) اور اس طرح کی دوسری اشیاء سائٹ سپروائزر کو فراہم کی جاتی ہیں۔ اسی طرح ”کلین اَپ ڈے“ کو سپانسر کرنے والے ادارے بھی بعض اشیاء مفت فراہم کرتے ہیں جیسے معروف زمانہ ”میکڈانلڈ ریسٹورنٹ“ رضاکاروں کے لئے جوس یا چپس (فرنچ فرائز) مفت فراہم کرتے ہیں۔

امسال پورے آسٹریلیا میں یہ دن مورخہ ۴؍مارچ بروز اتوار منایا گیا جس میں سات لاکھ رضاکاروں نے اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے ۱۷۰۰ سکولوں کے علاوہ سات ہزار مختلف مقامات کی صفائی کی۔ جبکہ میلبورن اور اس کے اطراف میں اٹھارہ ہزار رضاکاروں نے ۳۴۰ مقامات کی صفائی کی جس میں پارک، سڑکوں کے اطراف اور پانی کی گزرگاہیں وغیرہ شامل ہیں۔ امسال رضاکاروں کی تعداد گزشتہ سال کی نسبت ۵۵ فیصد زیادہ تھی۔

آسٹریلیا میں سڈنی، برزبن، میلبورن اور ایڈیلیڈ کی احمدیہ مسلم جماعتیں ہر سال اس پروگرام میں شامل ہوتی ہیں۔

(۱)......جماعت احمدیہ میلبورن قیام مشن کے بعد سے ۱۹۹۹ء سے اس میں حصہ لے رہی ہے۔ امسال جماعت میلبورن کے ۳۵ رضاکاروں نے جن میں پانچ انصار، چھبیس خدام اور چار اطفال شامل تھے۔ اس میں حصہ لے کر چار کلو میٹر لمبی ایک سڑک (Churchil Park Drive) کے دونوں اطراف کی صفائی کی اور کوڑے کے ۶۳ بیگ، بہت سے ناکارہ ٹائر، ٹوٹا پھوٹا فرنیچر اور گاڑیوں کے ناکارہ پرزے وغیرہ سڑک کے اطراف سے اکٹھے کر کے ایک جگہ جمع کر دئے گئے۔ جنہیں بعد میں مقامی سٹی کونسل کے ٹرک اٹھا کر لے گئے۔ اور یوں اس سڑک کی صفائی کی گئی۔ اور اس طرح آسٹریلیا کے رضاکارانہ بنیادوں پر کئے جانے والے ماحولیات سے متعلق سب سے بڑے پروگرام میں جماعت احمدیہ کو شامل ہو کر ملک و قوم کی خدمت کا ایک موقعہ میسر آیا۔ الحمد للہ۔

کلین اپ ڈے کے بعد متعلقہ آفس کی طرف سے شامل ہونے والے ہر گروپ کو شکریہ کا خط اور اس گروپ کے لئے اس میں شامل تمام افراد کے لئے ان کی اس رضاکارانہ خدمت کے اعتراف کے طور پر نہایت خوبصورت اور دیدہ زیب سرٹیفکیٹ A-4 سائز کے بھجوائے جاتے ہیں۔ جو سائٹ سپروائزر متعلقہ افراد تک پہنچا دیتا ہے۔ اور اس طرح کلین اپ ڈے کا کام اختتام کو پہنچتا ہے۔ ہمارے سائٹ سپروائزر مکرم ناصر احمد صاحب بنگوی ہوتے ہیں جو میلبورن کے سیکرٹری تحریک جدید بھی ہیں۔

(۲)......جماعت احمدیہ برسبین کے بائیس افراد نے دو جگہ وقار عمل کیا۔ ایک تو Karawatha Forest, Woodridge اور دوسرا نئے مشن ہاؤس کے علاقہ میں Logan River سے Mt, Lindeasy Highway کے دونوں اطراف تک صفائی کی اور کوڑے کے ۵۴ بورے اکٹھے کئے جو مقامی کونسل کے ٹرک اٹھا کر لے گئے۔ کل وقت 30-4 گھنٹے صرف ہوئے۔ Beaudesert Shire Council کے میئر نے اپنے ایک اخباری بیان میں جماعت احمدیہ کے رضاکاروں کا شکریہ ادا کیا۔ مکرم مربی صاحب اور مکرم قائد مجلس نے کام کی نگرانی کی۔

(۳)...... جماعت احمدیہ ایڈیلیڈ کے ۲۰ خدام، پانچ انصار اور گیارہ اطفال یوم صفائی میں شامل ہوئے۔ اور Torrens River کے دونوں اطراف میں دو کلو میٹر کا علاقہ صاف کیا گیا۔ یہاں دو گھنٹے صرف ہوئے۔ یہاں بھی جماعت احمدیہ کے کام کو سراہا گیا اور جماعت کو اسناد بھی پیش کی گئیں۔ ایڈیلیڈ میں مکرم بشارت احمد چوہان صاحب کی نگرانی میں یوم صفائی منایا گیا۔

(۴)...... جماعت احمدیہ سڈنی کے کل چھیالیس احباب نے یوم صفائی میں حصہ لیا اور چار جگہ میں صفائی کی۔ کل تین گھنٹے صرف ہوئے اور ۱۷۰ بورے Rubbish کے اکٹھے کئے جو بعد میں کونسل کے ٹرک اٹھا کر لے گئے۔ سڈنی میں Richmond، Hollinsworth Road، Glendenning اور Dean Park، Road کے ایریا میں صفائی کی گئی۔ متعلقہ دفتر سے نگرانی کرنے والے معائنہ کے لئے آئے اور جماعت کی کارکردگی کو سراہا اور بعد میں تحریری شکریہ ادا کیا۔ سڈنی میں مکرم مسعود الرحمٰن صاحب کی نگرانی میں کام کیا گیا۔

نوٹ: (اس آرٹیکل میں درج اعداد و شمار کلین اپ ڈے کے آفس کی طرف سے جاری کردہ میڈیا ریلیز ۴؍مارچ ۲۰۰۱ء سے حاصل کئے گئے ہیں)


شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 —— FAX: 04504-202



THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Fax: 020 8871 9398

Mobile: 0780-3298065

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

## محترم محمد یوسف دیوانی صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۴؍جنوری ۲۰۰۰ء میں محترم محمد یوسف دیوانی صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم محمد اشرف کاہلوں صاحب لکھتے ہیں کہ محترم یوسف دیوانی صاحب ولد پیر مہر شاہ دیوانی صاحب ۱۹۴۷ء سے پہلے کشمیر سے بسلسلہ کاروبار اسکردو چلے آئے اور یہاں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ آپ نہایت بااخلاق، ملنسار اور مخلص و دعاگو احمدی تھے۔ پورے بلتستان میں احمدی ہونے کے ناطے مشہور تھے۔ تاریخ احمدیت جموں وکشمیر (مؤلفہ حضرت مولوی محمد اسداللہ کاشمیری صاحب) میں لکھا ہے کہ بلتستان کے علاقہ دم سم میں مولوی غلام محمد صاحب نے دکان سے سودا منگوایا تو دکاندار نے اخبار الفضل کے ٹکڑے میں سودا دیا۔ مولوی صاحب نے وہ پڑھا تو احمدیت کے بارہ میں معلومات حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا چنانچہ آپ نے جماعت احمدیہ اسکردو کے صدر محمد یوسف دیوانی صاحب سے ملاقات کی اور بیعت کی خواہش کی۔

محترم دیوانی صاحب کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ اکثر ان کی دعوت پر لوگ مہمان نوازی کے ساتھ روحانی طعام سے بھی لطف اندوز ہوتے رہتے۔ نماز جمعہ اور عیدین آپ کے گھر باقاعدگی سے ہوتیں جن میں احمدی فوجی افسران، سپاہی، دیگر ملازمین سارے شریک ہوتے۔ پھر آپ اپنا مکان فروخت کرکے مستقل طور پر ربوہ چلے آئے۔ آپ اولاد سے محروم تھے۔ ایک بھانجی کی پرورش اپنی اولاد کی طرح کی اور انہیں اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ بیوی آپ کی زندگی میں ہی فوت ہوگئی تھیں چنانچہ جب بڑھاپے کے سائے لمبے ہوگئے تو بیت الکرامہ میں مقیم ہوکر حضرت مسیح موعودؑ کے درویش مہمان بن گئے۔ ۱۶؍اگست ۹۹ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

……۞……۞……۞……

## محترم چودھری مختار احمد سنوری صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۶؍جنوری ۲۰۰۰ء میں مکرمہ مبارکہ مختار سنوری صاحبہ اپنے شوہر محترم چودھری مختار احمد صاحب سنوری کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ آپ ۱۰؍جنوری ۱۹۹۵ء کو مولائے حقیقی سے جاملے۔ آپ کو پہلے بنگال میں مختلف عہدوں پر اور پھر جھنگ میں ۲۵ سال تک سیکرٹری امور عامہ کے طور پر خدمت کا موقع ملا۔ آپ کے دادا حضرت منشی ہاشم علی صاحبؓ سنور میں پٹواری تھے جن کا نام حضرت مسیح موعودؑ نے "آئینہ کمالات اسلام" میں بھی درج فرمایا ہے۔ آپ کے والد سنور میں پلیڈر تھے۔ آپ کی والدہ نے ۱۹۰۲ء میں احمدیت قبول کی اور وہ اپنے میکہ میں اکیلی احمدی تھیں۔ آپ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے۔

آپ بتایا کرتے تھے کہ شروع جوانی میں مَیں نمازوں میں باقاعدہ نہ تھا۔ ایک روز دوستوں میں تبلیغ کر رہا تھا تو ایک غیر از جماعت کو جب جواب نہ سوجھا تو کہنے لگا کہ تم تبلیغ تو خوب کرتے ہو مگر نمازیں پوری نہیں پڑھتے۔ یہ سن کر مجھے بڑی غیرت آئی اور اُس وقت کے بعد مَیں نے کوئی نماز نہیں چھوڑی۔

آپ بہت دعاگو تھے اور آپ کے بے شمار سچے خوابوں کی مَیں خود گواہ ہوں۔ جب ۷۵ء میں ہم بنگال سے پاکستان آئے تو ہماری مالی حالت بہت خراب تھی، ادھر بچے جوان ہورہے تھے۔ اپنی بچی شاکرہ کے رشتے کے بارے میں ہم دعائیں کر رہے تھے کہ ایک روز مختار صاحب نے مجھے اپنی خواب سنائی کہ شاکرہ سفید رنگ کا برقعہ پہلے ایئرپورٹ پر کھڑی ہے اور ساتھ ہی ایک افریقی لڑکا کھڑا ہے…… گویا اسے کسی غیرملک کی طرف رخصت کر رہا ہوں۔ اس افریقی لڑکے کا چہرہ کبھی ٹی وی پر نظر آنے لگتا ہے اور پھر ٹی وی پر یہ منظر دیکھتا ہوں کہ لوگ اسے دیکھ کر تالیاں بجارہے ہیں، کچھ لوگ اس سے ہاتھ ملارہے ہیں۔ مَیں نے باقی کا خواب سننا بھی گوارا نہ کیا اور جلدی سے انہیں ٹوک دیا کہ آپ کیسی اُلٹی سیدھی خوابیں دیکھ رہے ہیں، مَیں تو کبھی بھی کسی افریقی کو اپنی چاند سی بیٹی نہیں دوں گی۔

اس بات کو مَیں بھول گئی کہ ۷۹ء میں میری پھوپھی محترمہ امۃالحفیظ سلام صاحبہ لندن سے آئیں تو محترم مولوی قمرالدین صاحب کے نواسے رفیق احمد حیات کا رشتہ میری بیٹی کے لئے لائیں۔ یہ بچہ افریقہ میں پیدا ہوا تھا اور اب لندن میں CA کر رہا تھا۔ تصویر دیکھتے ہی مختار صاحب نے دل میں اسے قبول کرلیا لیکن مَیں اور بچے نہیں مان رہے تھے کہ اتنی دُور ہم بیٹی کی شادی اُن لوگوں میں کردیں جن سے ہم کبھی ملے بھی نہیں۔ ایک روز مختار صاحب مجھے کہنے لگے کہ "آج تم کبھی کچھ کبھی کچھ کہہ کر اس رشتہ سے انکار کر رہی ہو لیکن ایک وقت آئے گا کہ تم اس لڑکے پر فخر کروگی۔ اِسے دنیا دیکھے گی، سنے گی اور اس کی وجہ سے لوگ ہماری بھی عزت کریں گے، بس مَیں نے فیصلہ کرلیا ہے، تم بھی دعا کرو"۔

پھر ہم نے اپنی بیٹی کو اسی طرح سفید برقعہ میں دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ لندن میں اس کی رخصتی محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے گھر سے عمل میں آئی جو میرے ماموں بھی ہیں، چچا بھی اور پھوپھا بھی۔ پھر اس خواب کا ہر لفظ پورا ہوا۔ حالات ایسے ہوئے کہ حضور انور کو لندن جانا پڑا، ایم ٹی اے کا اجراء ہوا، اب رفیق حیات TV پر آتا ہے تو لوگ اسے دیکھتے اور سنتے ہیں۔ مختار صاحب جب رفیق کو TV پر دیکھتے تو اُن کی عجیب کیفیت ہوجایا کرتی تھی۔ ایمان کی مضبوطی اور اس کا لطف وہی جان سکتا ہے جس نے اپنے خواب کے پورا ہونے پر اپنے خدا کا چہرہ دیکھا ہو۔

(مکرم رفیق احمد حیات صاحب سابق چیئرمین مسلم ٹیلی وژن احمدیہ انٹرنیشنل، اس وقت بحیثیت امیر جماعت احمدیہ برطانیہ خدمت کی توفیق پارہے ہیں)

……۞……۞……۞……

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۳؍جنوری ۲۰۰۱ء میں شامل اشاعت مکرمہ صاحبزادی امۃالقدوس صاحبہ کی ایک نظم "یادِ رفتگاں" سے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

چل رہی ہے ریل سی میری نظر کے سامنے
رفتگاں کی بھیڑ ہے یادوں کے گھر کے سامنے
ذہن میں میرے چمکتے ہیں وہ چہرے آج بھی
ماند نہ ہوتے تھے جو شمس و قمر کے سامنے
جوہری کی سی پرکھ، لعلِ بدخشاں کی سی آب
مثلِ کوہِ نور تھے لعل و گہر کے سامنے
ہستیٔ موہوم پہ کوئی بھروسہ کیا کرے
ہست کا انجام ہے ہر دیدہ ور کے سامنے

……۞……۞……۞……

## محترم ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۳؍جنوری ۲۰۰۰ء میں محترم ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم مبشر احمد خالد صاحب رقمطراز ہیں کہ محترم ڈاکٹر صاحب کا تعلق ہجکہ شریف سے ہے جو بھیرہ سے ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع گاؤں ہے۔ آپ ۱۹۵۷ء میں مکمل طور پر ربوہ منتقل ہوگئے لیکن اہالیان گاؤں سے حسن سلوک متواتر رکھا۔ آپ غیر معمولی ذہین تھے۔ ابتدائی تعلیم قادیان سے حاصل کی اور مولوی فاضل کا امتحان پاس کرنے تک جامعہ احمدیہ سے منسلک رہے۔ اس کے بعد گریجوایشن کے بعد قانون کا امتحان بھی پاس کیا اور سیاسیات و اسلامیات میں ایم۔اے بھی کیا۔ نیز ہومیوپیتھی کورس بھی کیا اور اسی کو اپنے پیشہ کے طور پر اپنا کر اس میں کمال حاصل کیا۔

محترم راجہ صاحب نے کیوریٹو سسٹم اور خوشبو سے علاج کے طریق بھی روشناس کروائے اور ان دونوں کے بانی قرار پائے۔ اس وقت آپ کی کمپنی کے ساتھ بیسیوں افراد منسلک ہیں۔ آپ آل پاکستان احمدیہ ہومیو ایسوسی ایشن کے صدر بھی تھے۔ آپ کا اپنے ملازمین کے ساتھ سلوک نہایت عمدہ تھا چنانچہ بعض ملازمین بیس بیس سال سے متواتر آپ کے پاس کام کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنے خاندان کے ہر بیکار نوجوان کو اپنے پاس روزگار مہیا کیا اور اُس کی قابلیت اور کام سے بڑھ کر اسے مناسب الاؤنس دیتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے محترم ڈاکٹر صاحب کو غیر معمولی دولت عطا فرمائی اور آپ نے اسے دل کھول کر خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق پائی۔ وفات کے وقت پورے ربوہ میں تحریک جدید کا آپ کا وعدہ سب سے زیادہ تھا۔ بہت سے غرباء کو وظائف دیتے۔ اکاؤنٹنٹ کو ہدایت کر رکھی تھی کہ آپ کے گاؤں سے آنے والے جامعہ احمدیہ کے ہر طالبعلم کو ماہوار کچھ وظیفہ دیا کرے۔ آپ کی وفات سے قریباً ایک ماہ قبل وقف جدید کے خصوصی وعدہ کی تحریک کے سلسلہ میں جب آپ سے جماعت نے رابطہ قائم کیا تو آپ نے فوراً ایک لاکھ روپے کا وعدہ کیا اور دس ہزار روپے پیش کردیئے۔ یہ وعدہ اُس وعدہ کے علاوہ تھا جو آپ معمول کے مطابق اپنے محلّہ میں ادا کر رہے تھے۔

محترم ڈاکٹر صاحب کو دعوت الی اللہ کا جنون تھا۔ دلچسپی رکھنے والے مریضوں کو لٹریچر بھی دیا کرتے۔ ۷۴ء میں خطرات کے باوجود ہر جمعہ گاؤں جاکر پڑھاتے اور احباب کا حوصلہ بلند کرتے۔ محض دعوت الی اللہ کی خاطر آپ نے گاؤں میں اپنے کاروبار کی ایک شاخ بھی کھول لی جہاں اپنے ذاتی خرچ پر پُرتکلف دعوتوں کے ذریعہ گاؤں والوں کو مدعو کرتے۔ ۷۴ء کے بعد کئی خاندانوں نے آپ کے ذریعہ قبول احمدیت کی توفیق پائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیوی علم کے ساتھ گہرا دینی علم بھی عطا فرما رکھا تھا اور حافظہ بھی کمال درجہ کا تھا۔ آپ نے کئی مخالفین سے مناظرے کئے اور احمدیت کی سچائی ثابت کی۔ آپ گاؤں والوں کے دکھ سکھ میں ہمیشہ شریک ہوتے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی تجہیز و تکفین میں گاؤں کے احمدیوں کی نسبت غیراحمدی افراد زیادہ تعداد میں شریک تھے۔ آپ جس قدر ظاہری حسن سے سرشار تھے، اسی طرح باطنی طور پر بہت خوبصورت اور صاف دل تھے۔

محترم راجہ صاحب ایک اچھے شاعر تھے۔ آپ کا کلام احمدیت کی محبت سے بھرپور ہے۔ آپ کے دونوں بیٹے بھی جماعتی خدمات میں پیش پیش ہیں اور مکرم ڈاکٹر راجہ رفیق احمد صاحب اپنے والد کی وفات کے بعد مدرسۃالظفر وقف جدید میں معلّمین کلاس میں بلامعاوضہ ہومیوپیتھی کی تعلیم بھی دیتے ہیں۔

……۞……۞……۞……

## اعزاز

☆ مکرم قمر عزیز احمد صاحب نے ایم ایس سی (سٹرکچرل انجینئرنگ) میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور نیشنل یونیورسٹی برائے سائنس و ٹیکنالوجی کی سالانہ تقریب میں چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف سے طلائی تمغہ حاصل کیا۔

Muslim Television Ahmadiyya

MTV AHMADIYYA

# Programme Schedule for Transmission

23/04/2001 – 29/04/2001

*Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours.*
*For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344*
*ALL TIMES ARE NOW GIVEN IN GMT*

## Monday 23rd April 2001

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Class: Lesson No.125, Final Part ®
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.238 ®
02.05 MTA Variety: 7th Ilmi Ralley (2000)
Organised by Atfal ul Ahmadiyya Pakistan
03.05 Urdu Class: Lesson No.140 Rec.13.01.96 ®
04.20 Learning Chinese: Lesson No.210 ®
04.50 Mulaqat: With Young Lajna & Nasirat
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Kudak No.33
06.55 Dars Ul Quran: No.16 (1998) ®Rec:18.01.98
08.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.238 ®
09.25 Urdu Class: Lesson No. 140 ®
10.55 Indonesian Service: Friday Sermon
With Indonesian Translation Rec: 02.06.00
12.05 Tilawat, News Darsul Hadith
12.40 Children's Corner: Kudak No.33 ®
13.00 Rencontre Avec Les Francophones
14.05 Bengali Service: Various Items
15.10 Homeopathy Class: Lesson No.13
16.25 Children's Class: Lesson No.126, Part 1
16.55 German Service: Various Programmes
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class: Lesson No.141 Rec.19.01.96
19.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.239
20.30 Turkish Programme: Introduction to
Ahmadiyyat – Part No.6
21.00 Rohani Khazine: Programme No.1
Quiz on Volume 3 of 'Victory of Islam'
21.30 Rencontre Avec Les Francophones ®
Rec.18.09.00
22.55 Homeopathy Class: Lesson No.13 ®

## Tuesday 24th April 2001

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Mulaqat: Class No.126, Part 1 ®
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.239 ®
02.10 MTA Sports: Annual Games
Organised by Majlis Ansarullah Pakistan
02.25 Waqfeen-e-Nau Programme: Various Items
Produced by MTA Pakistan
02.55 Urdu Class: Lesson No.141 ®
03.45 Speech: by Malik Munawar A. Javaid Sb.
Topic 'Qubuliat-e-Dua'
04.50 Rencontre Avec Les Francophones ®
Rec: 18.09.00
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Class No.126, Part 1 ®
07.15 Pushto Programme: F/S Rec.18.02.00
With Pushto Translation
08.20 Rohazine Khazaine: Prog. No.1 ®
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.239 ®
10.15 Urdu Class: Lesson No.141 ®
11.05 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.30 Le Francais c'est Facile: Lesson No.16
12.55 Bengali Mulaqat: Rec.26.09.00
With Bangla Speaking Guests
14.05 Bengali Service: Various Items
15.05 Tarjamatul Quran Class: Lesson No.176
16.05 Children's Corner: Guldasta No.21
Produced by MTA Pakistan
16.35 Le Francais c'est Facile: Lesson No.16 ®
17.00 German Service: Atfal ecke, more...
18.05 Tilawat,
18.15 Urdu Class: Lesson No.142 Rec.20.01.96
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.240
20.30 Norwegian Programme: From the book
Jesus in India, Part 3
21.00 Bengali Mulaqat: Rec.26.09.00 ®
22.10 Hamari Kaenat: Programme No.88
Presenter: Syed Tahir Ahmad Sahib
22.30 Tarjamatul Quran Class: Lesson No.176 ®
23.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No.16 ®

## Wednesday 18th April 2001

00.05 Tilawat, News
00.30 Children's Corner: Guldasta No.21 ®
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.240 ®
02.05 Bengali Mulaqat: Rec.26.09.00 ®
03.15 Urdu Class: Lesson No.142 ®
04.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No.16 ®
04.55 Tarjamatul Quran: Lesson No.176 ®
06.05 Tilawat, News
06.30 Children's Corner: Guldasta No.21 ®
07.00 Swahili Programme: Muzaakhrah
Host: Abdul Basit Shahid Sb.
Topic: Seerat un Nabi (saw)
08.10 Hamari Kaenat: Prog. No.88 ®
08.30 Documentary:'A visit to Hunza'
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.240 ®
10.00 Urdu Class: Lesson No.142 ®
11.05 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.40 Urdu Asbaaq: Rec:13.01.01
By Maulana Ch. Hadi Ali Sahib
13.05 Atfal Mulaqat: Rec.06.09.00
14.00 Bengali Service: Various Items
15.00 Tarjamatul Quran Class: Lesson No.177
16.00 Urdu Asbaaq: ®
16.35 Children's Corner: Cartoons
16.55 German Service: Rogenbogen, Ihre Fragen
18.05 Tilawat
18.15 Urdu Class: Lesson No.143 Rec.23.02.96
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.241 Rec.30.12.96
20.35 MTA France: Match de Football
Epernay vs Khudam
21.05 Atfal Mulaqat: Rec.06.09.00 ®
22.00 Discussion: An introduction to the books of
Hadhrat Khalifatul Maish I
Fazlul Khizab Prog. No.1 – Part 1
22.20 Tarjamatul Quran: Lesson No.177 ®
23.30 Urdu Asbaaq: ®

## Thursday 26th April 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Cartoons ®
00.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.241 ®
02.15 Atfal Mulaqat: 06.09.00 ®
03.10 Urdu Class: Lesson No.143 ®
04.10 Documentary: 'A visit to Bhera '
04.30 Urdu Asbaaq: ®
04.55 Tarjamatul Quran: Lesson No.177 ®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Cartoons ®
06.55 Sindhi Programme: F/S By Hazoor
07.30 Discussion: Intro. to the books of
Hadhrat Khalifatul Masih I ®
07.55 Tabarukaat: Hadhrat Maulana Abdul Ata Sb
Topic:Islamic view of revelations & prophecies
Jalsa Salana Rabwah 1970
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.241 ®
10.00 Urdu Class: Lesson No.143 ®
11.00 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.30 Aina: A reply to the allegations made by
Mohammad M. Khalid Sb. against
Professor Abdus Salam Sb.
13.00 Q/A Session With Hazoor
14.05 Bengali Service: F/S Sermon by Hazoor
15.10 Homeopathy Class: Lesson No.14
16.25 Children's Corner: Guldasta No.22 ®
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.10 Urdu Class: Lesson No.144 Rec.25.02.96
19.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.242
20.20 MTA Lifestyle: Al Maidah
How to prepare Dahee Baree
20.40 Tabarukaat: Jalsa Salana 1970 ®
21.35 Quiz History of Ahmadiyyat No.82
Host: Fahim Ahmad Khadim Sahib
22.10 Homeopathy Class: Lesson No.14 ®
23.25 Aina: Reply to allegations made against
Professor Abdus Salam Sb.®

## Friday 27th April 2001

00.05 Tilawat, News
00.30 Children's Corner: Guldasta No.22 ®
00.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.242 ®
02.00 Tabarukaat: Jalsa Salana 1970 ®
02.55 Urdu Class: Lesson No.144 ®
03.55 MTA Lifestyle: Al Maidah ®
04.15 Aina: Reply to Allegations Made Against
Professor Abdus Salam Sb. ®
04.45 Homeopathy Class: Lesson No.14 ®
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45 Children's Corner: Guldasta No.22 ®
07.05 Quiz; History of Ahmadiyyat No.82 ®
07.45 Saraiky Programme: Friday Sermon Rec.04.08.00
08.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.242 ®
09.45 Urdu Class: Lesson No.144 ®
10.45 Indonesian Service: Tilawat, Dars ul Hadith
11.10 Bengali Service: Various Items
11.45 Nazm & Darood Shareef
12.00 Friday Sermon: From London
13.00 Tilawat, Dars Malfoozat, MTA News
14.00 Documentary: 'A visit to Chitraal'
14.20 Majlis e Irfan: Rec.18.08.00
15.25 Friday Sermon: ®
16.30 Children's Corner: Class No.45, Part 2
Produced by MTA Canada
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.10 Urdu Class: Lesson No.145 Rec.01.03.96
19.15 Liqa Ma'al Arab: SessionNo.243 Rec.01.01.97
20.10 Speech: ' Tarbiyyat Aulad '
By Abdul Rasheed Tabasum Sb
20.55 Documentary:' A Visit to Chitraal' ®
21.15 Friday Sermon: ®
22.00 Quiz: Host Fareed A. Naveed Sb.
22.55 Majlis Irfan: Rec.18.08.00 ®

## Saturday 28th April 2001

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Corner: Class No.45, Part 2
Hosted by Naseem Mehdi Sahib
01.05 Friday Sermon: ®
02.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.243 ®
03.25 Urdu Class: Lesson No.145 ®
04.25 Computer for Everyone: Part 96
Presented By Mansoor Ahmad Nasir Sahib
05.00 Majlis e Irfan: Rec.18.08.00 ®
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.35 Children's Class: No.45 Part 2 ®
Produced By MTA Canada
07.20 MTA Mauritius: Khuddam Programme
08.10 Interview: Host Hafiz Muzaffar Ahmad Sb
Guest: Mujeeb ur Rehman Sb, Advocate P.2
09.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.243 ®
10.05 Urdu Class: Lesson No.145 ®
11.10 Indonesian Service: Various Items
12.15 Tilawat, News
12.40 Computer for Everyone: Part No.96 ®
13.15 German Mulaqat: Rec.30.09.00
14.15 Bengali Service: Various Items
15.15 Quiz Anwar-ul-Aloom: Prog. No.4
Host: Fareed Ahmad Naveed Sb.
16.00 Children's Class: With Huzoor
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.20 Urdu Class: Lesson No.146 Rec.02.03.96
19.0 Liqa Ma'al Arab: Session No.244
20.00 Arabic Programme: A few extracts
from Tafseer ul Kabeer – No.13
20.50 Children's Class: By Hazoor ®
21.50 Waqfeen-e-Nau Programme: No.5
22.15 German Mulaqat: Rec.30.09.00 ®
23.20 MTA Variety: Handicraft Exhibition by Lajna

## Sunday 29th April 2001

00.05 Tilawat, News
00.50 Quiz Khutabat-e-Iman
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.244 ®
02.00 Canadian Horizon: Children's Class No.69
03.20 Urdu Class: Lesson No.146 ®
03.55 Seeratun Nabee (saw): Prog. No.31
04.55 Children's Class:By Hazoor ®
06.05 Tilawat, News
07.05 Quiz Khutbat-e-Imam ®
07.15 German Mulaqat: 30.09.00 ®
08.20 Chinese Programme: Part 40
Islam Among Religions
08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.244 ®
09.45 Urdu Class: Lesson No.146 ®
10.20 MTA Variety: Handicraft Exhibition
11.00 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.50 Learning Chinese: Lesson No.211
13.15 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat Rec.24.09.00
14.15 Bengali Service: Various Programmes
15.15 Friday Sermon: From London ®
16.30 Children's Class: No.126 Final Part Rec.26.09.98
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.15 Urdu Class: Lesson No.147 Rec. 03.03.96
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.245 Rec: 07.01.97
20.35 MTA Variety: Food Festival – Part 1
21.35 Dars ul Quran No. 17 Rec:19.01.98
22.55 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ®



Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
*English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,*
Prepared by the MTA Scheduling Department.

# Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 8 | Friday, April 20, 2001 | Issue No. 16


## حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

## وحدت اقوام عالم کا آسمانی منصوبہ

### حضرت مہدئ دوران کا انقلاب انگیز، زندہ اور دائمی پیغام

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معسود نے اپنے وصال (۲۶/مئی ۱۹۰۸ء) سے چند ماہ قبل اپنی پر معارف کتاب "چشمۂ معرفت" کے صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۸ میں نہایت ہی وجد آفریں الفاظ میں عالمگیر وحدت کی خدائی سکیم پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرمایا:

"ابتدائے زمانہ کے بعد دنیا پر بڑے بڑے انقلاب آئے۔ پہلے زمانہ کے لوگ تھوڑے تھے اور زمین کے چھوٹے سے قطعہ پر آباد تھے۔ اور پھر وہ زمین کے دور دور کناروں تک پھیل گئے اور زبانیں بھی مختلف ہو گئیں اور اس قدر آبادی بڑھی کہ ایک ملک دوسرے ملک سے ایک علیحدہ دنیا کی طرح ہو گیا۔ تو ایسی صورت میں کیا ضرور نہ تھا کہ خدا تعالیٰ ہر ایک ملک کے لئے الگ الگ نبی اور رسول بھیجتا اور کسی ایک کتاب پر کفایت نہ رکھتا۔ ہاں جب دنیا نے پھر اتحاد اور اجتماع کے لئے پلٹا کھایا اور ایک ملک کو دوسرے ملک سے ملاقات کرنے کے سامان پیدا ہو گئے اور باہمی تعارف کے لئے انواع و اقسام کے ذرائع اور وسائل نکل آئے۔ تب وہ وقت آ گیا کہ قومی تفرقہ درمیان سے اٹھا دیا جائے اور ایک کتاب کے ماتحت سب کو کیا جائے تب خدا نے سب دنیا کے لئے ایک ہی نبی بھیجا تا وہ سب قوموں کو ایک ہی مذہب پر جمع کرے اور تا وہ جیسا کہ ابتداء میں ایک قوم تھی آخر میں بھی ایک ہی قوم بنا دے۔

اور یہ ہمارا بیان جیسا کہ واقعات کے موافق ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ کے اس قانونِ قدرت کے موافق ہے جو زمین و آسمان میں پایا جاتا ہے۔ کیونکہ اگرچہ اس نے زمین کو الگ تاثیرات بخشی ہیں اور چاند کو الگ اور ہر ایک ستارہ میں جدا جدا قوتیں رکھی ہیں مگر پھر بھی باوجود اس تفرقہ کے سب کو ایک ہی نظام میں داخل کر دیا ہے اور تمام نظام کا پیشرو آفتاب کو بنایا ہے جس نے ان تمام سیاروں کو انجن کی طرح اپنے پیچھے لگا لیا ہے۔ پس اس سے غور کرنے والی طبیعت سمجھ سکتی ہے کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ کی ذات میں وحدت ہے ایسا ہی وہ نوع انسان میں بھی جو ہمیشہ کی بندگی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں وحدت کو ہی چاہتا ہے اور درمیانی تفرقہ قوموں کا جو بباعث کثرت نسلِ انسان نوعِ انسان میں پیدا ہوا وہ بھی دراصل کامل وحدت پیدا کرنے کے لئے ایک تمہید تھی کیونکہ خدا نے یہی چاہا کہ پہلے نوع انسان میں وحدت کے مختلف حصے قائم کر کے پھر ایک کامل وحدت کے دائرہ کے اندر سب کو لے آوے۔ سو خدا نے قوموں کے جدا جدا گروہ مقرر کئے اور ہر ایک قوم میں ایک وحدت پیدا کی اور اس میں یہ حکمت تھی کہ تا قوموں کے تعارف میں سہولت اور آسانی پیدا ہو اور ان کے باہمی تعلقات پیدا ہونے میں کچھ دِقت نہ ہو اور پھر جب قوموں کے چھوٹے چھوٹے حصوں میں تعارف پیدا ہو گیا تو پھر خدا نے چاہا کہ سب قوموں کو ایک قوم بنا دے جیسے مثلاً ایک شخص باغ لگاتا ہے اور باغ کے مختلف بوٹوں کو مختلف تختوں پر تقسیم کرتا ہے اور پھر اس کے بعد تمام باغ کے ارد گرد دیوار کھینچ کر سب درختوں کو ایک ہی دائرہ کے اندر کر لیتا ہے۔ اسی کی طرف قرآن شریف نے اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہ آیت ہے ﴿اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ﴾ یعنی اے دنیا کے مختلف حصوں کے نبیو! یہ مسلمان جو مختلف قوموں میں سے اس دنیا میں اکٹھے ہوئے ہیں یہ تم سب کی ایک امت ہے جو سب پر ایمان لاتے ہیں اور میں تمہارا خدا ہوں سو تم سب مل کر میری ہی عبادت کرو۔ (دیکھو الجزو نمبر ۱۷ سورۃ الانبیاء)۔ اس تدریجی وحدت کی مثال ایسی ہی جیسے خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ ہر ایک محلّہ کے لوگ اپنی اپنی محلّہ کی مسجدوں میں پانچ وقت جمع ہوں اور پھر حکم دیا کہ تمام شہر کے لوگ ساتویں دن شہر کی جامع مسجد میں جمع ہوں یعنی ایسی وسیع مسجد میں جس میں سب کی گنجائش ہو سکے۔ اور پھر حکم دیا کہ عمر بھر میں ایک دفعہ تمام دنیا ایک جگہ جمع ہو۔ یعنی مکہ معظّمہ میں۔ سو جیسے خدا نے آہستہ آہستہ امت کے اجتماع کو حج کے موقع پر کمال تک پہنچایا۔ اول چھوٹے چھوٹے موقعے اجتماع کے مقرر کئے اور بعد میں تمام دنیا کو ایک جگہ جمع ہونے کا موقع دیا۔ سو یہی سنت اللہ الہامی کتابوں میں ہے اور اس میں خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے کہ وہ آہستہ آہستہ نوع انسان کی وحدت کا دائرہ کمال تک پہنچا دے۔ اوّل تھوڑے تھوڑے ملکوں کے حصوں میں وحدت پیدا کرے۔ اور پھر آخر میں حج کے اجتماع کی طرح سب کو ایک جگہ جمع کر دیوے۔ جیسا کہ اس کا وعدہ قرآن شریف میں ہے ﴿وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا﴾ یعنی آخری زمانہ میں خدا اپنی آواز سے تمام سعید لوگوں کو ایک مذہب پر جمع کردے گا جیسا کہ ابتداء میں ایک مذہب پر جمع تھے تا کہ اول اور آخر میں مناسبت پیدا ہو جائے"۔

اکیسویں صدی کی پہلی عید الاضحیہ جو اس سال مارچ ۲۰۰۱ء کے پہلے ہفتہ میں پوری دنیا میں منائی گئی نہایت مبارک و مقدس تقریب تھی۔ اس پر مسرت اور خوشیوں سے معمور آسمانی جشن کے اعتبار سے ماموروقت و مجدد الف آخر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کا مندرجہ بالا روح پرور اور پر شکوہ ارشاد مبارک زندہ و تابندہ اور دائمی پیغام کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس کا گہری نظر سے مطالعہ یقیناً عشاق رسول عربی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کی خوشیوں کو نہ صرف دوبالا کرنے کا موجب ہو گا بلکہ شاندار مستقبل کو قریب تر لانے کے لئے ان کو زبردست جوش اور بے پناہ ولولہ سے بھر دے گا کیونکہ خدا کے فضل و کرم سے یہ صدی حقیقی اسلام کے عالمگیر غلبہ اور بین الاقوامی عروج و ارتقاء کی صدی ہے۔

سنو اب وقتِ توحیدِ اتم ہے
ستم اب مائلِ ملکِ عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اٹھا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَاللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ:۱۸)

## دنیا بھر میں احمدیہ مساجد کی تعمیر

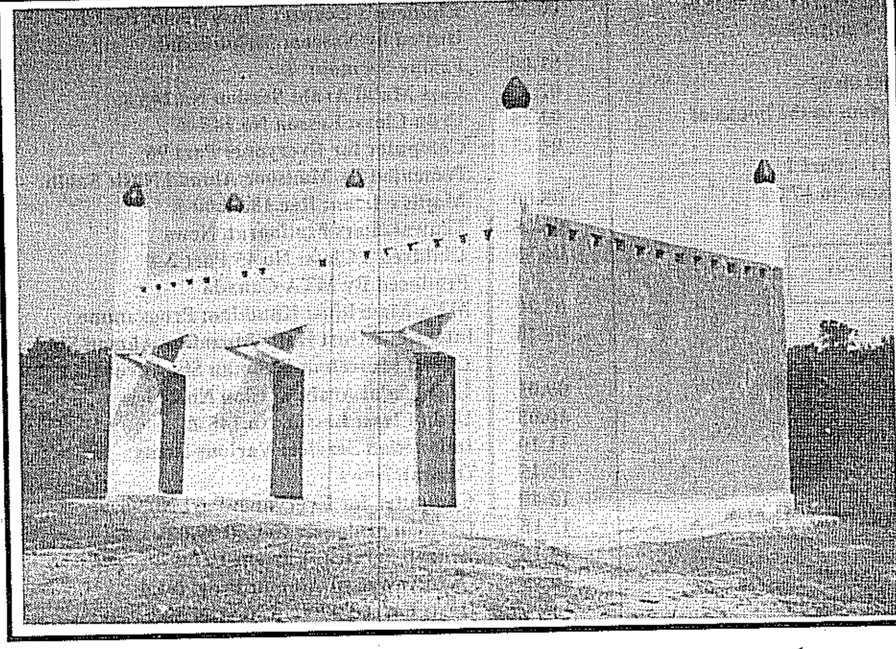

**ملک کا نام: کینیا (Kenya) ایسٹ افریقہ۔**
**گاؤں کا نام: کومبیوا (Kombewa)**

یہ گاؤں کسومو (Kisumu) شہر سے چند میل کے فاصلہ پر ہے اور مین روڈ پر واقع ہے۔ یہ مسجد گزشتہ سال تعمیر کی گئی تھی۔ اس علاقہ میں ہمارے مبلغ خواجہ ظفر احمد صاحب ہیں۔ انہوں نے اس کی تعمیر میں بہت محنت کی ہے۔ اس علاقہ میں جماعت ایک کثیر تعداد میں خدا کے فضل سے موجود ہے اور تقریباً ساری جماعت نومبایعین کی ہے۔

اس علاقہ میں پانی کی قلت ہے۔ اس کمی کو دور کرنے کے لئے سب سے پہلے کنواں بنایا گیا اور خدا کے فضل سے بہت اچھا پانی نکلا۔ اس مسجد کی تعمیر کے لئے مستری اور مزدور سب احمدی تھے جنہوں نے بہت محنت سے یہ مسجد تعمیر کی ہے۔ مین روڈ پر ہونے کی وجہ سے یہ مسجد بہت مشہور ہوئی ہے۔ الحمد للہ۔

اللہ تعالیٰ ان نومبایعین کے اخلاص میں برکت دے اور اس مسجد کی تعمیر بہت بابرکت ہو اور مثمر بثمرات حسنہ ہو۔ آمین

(وسیم احمد چیمہ۔ امیر و مشنری انچارج کینیا)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔